خاکہ تو خاکہ ہی ہوتا ہے' سو فیصد تصویر تو نہیں ہوتی۔ جس خبر کے ساتھ وہ خاکہ شائع ہوا تھا' اس میں خاصی خرافات بھری تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ نامعلوم دہشت گردوں کا ٹھکانہ' آتشیں اسلحہ' بارود' نقشے اور دیگر ایسا مواد' جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ وہ دہشت گرد بھارتی پنجاب میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانا چاہتے تھے۔ اس کارروائی میں دو کمانڈو مارے گئے' جبکہ تیسرا بچ گیا اور ہسپتال میں زندگی اور کی کشمکش میں تھا' چند دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے اور یہ خاکے والا فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری اوٹ پٹانگ باتیں تھیں۔ میں نے اس خبر اور اس کی تفصیلات پر توجہ نہیں دی۔ بلکہ یہ سوچنے لگا کہ ان تینوں میں سے بچا کون ہوگا' جس کی مدد سے انہوں نے یہ خاکہ بنایا تھا۔ مجھے یہ اچھی طرح یاد تھا کہ ایک کے سر میں سوراخ میں نے خود کیا تھا' دوسرے کو نوین کورنے مارا تھا' تیسرا جو باہر تھا' جسے میں نے مارا نہیں تھا' صرف بے ہوش کیا تھا' ظاہر ہے اسے ہوش آ گیا ہوگا اور وہ گاڑی جلنے سے پہلے ہی باہر نکل گیا ہوگا' کیونکہ خبر میں کسی عورت کا ذکر نہیں تھا۔ یہ میں نے اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ باہر والے کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اندر عورت بھی تھی۔

''یہ بھی ممکن ہے جمال کہ جب ہم باہر نکلے تھے' تب ارد گرد کے لوگوں نے ہمیں دیکھ.....'' نوین کورنے کہنا چاہا تو میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''نوین' کچھ بھی ہے لیکن یہ خاکہ ہمارے سامنے ایک حقیقت کی طرح ہے۔ یہ سب کیسے اور کیوں ہوا' اس پر سوچنے کی بجائے یہ دھیان کرنا ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہوگا؟''

''وہ تو ہمیں گیانی صاحب نے بتانا ہے' وہ اگر رابطہ نہیں کرتے تو پھر ہمیں کوئی فیصلہ کرنا ہوگا۔'' نوین کورنے سکون سے کہا۔

''چلیں دیکھتے ہیں وہ کب رابطہ کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں۔'' میں نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تو مسکراتے ہوئے بولی۔

''فی الحال تو ناشتہ کریں نا' میں چلی کچن میں' کیونکہ یہ ناشتہ مجھے ہی بنانا ہوگا۔'' یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ انٹرنیٹ آن تھا۔ میں نے اپنا میل باکس کھولا تو روہی سے میل آتی ہوئی تھی۔ میرے لیے یہی ہدیت تھی کہ اگر دوپہر تک گیانی صاحب رابطہ نہ کریں تو پھر مجھے ایک نمبر پر فون کرنا تھا اور یہ جگہ' جہاں میں اس وقت تھا' وہ خطرے سے خالی نہیں تھی۔ مجھے یہاں سے جلد از جلد نکل جانے کا کہا گیا تھا۔ میں نے وہ نمبر ازبر کیا' پھر سب کچھ صاف کر کے لیپ ٹاپ بند کر کے ایک طرف رکھا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔ نئی اطلاع آ جانے پر جہاں میں پرسکون ہو گیا تھا' وہاں یہ بے چینی بھی در آئی تھی کہ یہ جگہ خطرناک ہے۔ یہ کیسے خطرناک ہے؟ اس کا مجھے ادراک نہیں تھا۔ لیکن ایک سوال شدت سے میرے ذہن میں گونجنے لگا۔ روہی والوں کے ہزار رابطے ہوں گے' نجانے کہاں تک رسائی ہوگی' لیکن انہیں میری موجودہ لوکیشن کے بارے میں کیسے علم ہے؟ کیا انہوں نے مجھ پر نظر رکھی ہوئی ہے' یا وہ مجھے آزما رہے ہیں؟ کیا یہ سب میرے ساتھ ڈرامہ ہو رہا ہے؟ کوئی ایسا ذریعہ تو تھا جس سے وہ معلوم کر لیتے تھے کہ میں کہاں ہوں۔ یہ ایک ایسا سوال تھا' جس کا جواب میرے پاس نہیں تھا۔ لیکن ایک گرہ کی مانند میرے دماغ میں بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے وقت کے ساتھ ہی اس کا جواب ملنا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''چلو یار! شہر کی سیر کو نکلیں۔'' ناشتے سے فراغت کے بعد میں نے نوین کور سے کہا تو اس نے مجھے حیرت سے دیکھا' پھر اس حیرت بھرے لہجے میں بولی۔

''تم ہوش میں تو ہو' لوگوں کو شراب چڑھتی ہے' نشہ دماغ گھما دیتا ہے' لگتا ہے' تجھے ناشتے نے نشہ کر دیا ہے۔''

''نوین یار' میں تجھے بتا نہیں سکتا' میرا دل ڈر رہا ہے' چاہتا ہوں کھلی فضا میں جاؤں۔'' میں نے جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔ تب اس نے سنجیدگی سے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا یہاں تم نے کوئی خطرہ محسوس کیا ہے؟''

''نہیں بھی اور ہے بھی' سچ پوچھو تو تذبذب کا شکار ہوں۔'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''او کے' کچھ دیر انتظار کر لیں' گیانی صاحب کے فون کا' پھر نکلتے ہیں۔'' اس نے ایک دم سے کہا اور برتن اٹھا کر باہر چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

دوپہر ہونے والی تھی' مگر گیانی صاحب کا فون نہیں آیا تھا۔ میں کمرے میں بیٹھا ہوا اُکتا گیا تھا۔ میں ٹی وی دیکھنے کی بجائے حالات پر غور کر رہا تھا جبکہ نوین کور لیپ ٹاپ پر گندی فلمیں دیکھ کر اپنا نشہ پورا کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر مجھے احساس ہوا تھا کہ یہ فلمیں کس حد تک لت کی طرح بندے کو لگ جاتی ہیں۔ اس نے ضد کر کے ایک فلم کا تھوڑا حصہ مجھے دکھایا تھا' وہ ایک ایسی فلم تھی' جس میں تشدد دکھایا جا رہا تھا۔ مجھ پر اس کا الٹا اثر ہوا۔ مجھے صلیبی جنگوں کے دوران عیسائیوں کے اس ہتھیار کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا' کس قدر زہر انسانیت کی رگوں میں دوڑا دیا گیا تھا۔ صرف مسلمان ہی اس زہر کے عادی نہیں ہوئے تھے بلکہ پوری انسانیت کو اس میٹھے زہر کا عادی بنا دیا گیا تھا۔ ان کی اپنی قوم نے اس خنجر سے خود کو زیادہ لہولہان کر لیا تھا۔ میں نے نوین کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ اس کا احساس میں نے اسے دلایا تو وہ ایک دم سے اٹھ کر چلنے کو تیار ہو گئی۔ پھر وہاں سے نکل کر پیدل چلتے ہوئے ایک سڑک تک آئے' وہاں سے رکشہ لیا اور شہر کے پر رونق علاقے میں چلے گئے۔ وہیں میں نے نوین سے ہنستے ہوئے کہا۔

''یار' تیرے شہر میں یہ جو پل پر کاریں چل رہی ہیں' ان کی سیر کرنا تھی' یہ تو کی ہی نہیں۔''

''کی جا سکتی ہے' اگر ہم بس اسٹاپ پر ہوں' یا ہرمندر صاحب..... درمیان میں نہیں' چلو وہاں چلتے ہیں۔ میں تمہیں سیر کروا دوں۔'' نوین کور نے پل پر چلتی ہوئی کار کو دیکھ کر کہا۔

''نہیں' فی الحال کہیں سے اچھا سا روایتی کھانا کھاتے ہیں' پھر.....''

''یہیں قریب ہی' بھائیوں کا ڈھابہ ہے۔ وہاں چلتے ہیں۔'' اس نے مجھے بتایا۔

''لیکن پہلے مجھے ایک پبلک بوتھ سے فون کرنا ہے۔'' میں نے کہا تو وہ میری طرف دیکھ کر بولی۔

''او کے..... وہ دیکھو وہ سامنے..... چلو۔'' اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پبلک بوتھ پر پہنچ کر میں نے وہ فون نمبر ملایا تو دوسری طرف سے مردانہ مگر ملائم سی آواز سنائی دی۔

''میں دلجیت سنگھ شہورا بات کر رہا ہوں۔ پرم جیت سنگھ جی سے بات کرنا ہے۔'' میں نے کہا تو دوسری جانب سے بڑی سنجیدگی سے بات ہونے لگی۔ ظاہر ہے وہ کوڈ ورڈ تھے جس کے بعد میں نے ڈھابے کے بارے میں بتایا۔ اس نے مجھے کوڈ میں ایک کار کا نمبر بتایا جسے میں نے ذہن نشین کر لیا اور فون بند کر دیا۔ مجھے کھانے کے بعد باہر نکل کر اس کار کے پاس آ جانا تھا اور ڈرائیور کو بلا کر اپنا نام بتانا تھا۔

نوین کور خاموشی سے میرے ساتھ کھانا کھاتی رہی۔ بل چکانے کے بعد جب ہم اُٹھنے لگے تو میں نے اس سے کہا

''نوین، ان تیری اور میری راہیں الگ الگ ہیں۔ زندہ رہے تو کبھی ملاقات ہوگی۔ اس لئے تم یہاں سے ذرا بعد نکلنا، میں پانچ منٹ بعد واپس نہ آیا تو تم چلی جانا۔ او کے؟''

''او کے۔ تم مجھے یاد رہو گے۔'' اس نے اپنی عینک کے اوپر سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔ میں اٹھ کر باہر آ گیا۔ میں محتاط انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ کچھ ہی فاصلے پر ایک سرخ رنگ کی کار کھڑی تھی۔ میں بلا جھجک اس کے پاس گیا تو اس کا ڈرائیور باہر آ گیا۔ میں اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنا نام بتایا وہ بغیر کچھ بولے مڑا اور پچھلی نشست کا دروازہ کھول دیا۔

ہماری منزل ایک پرانے طرز کی حویلی تھی جو کم از کم ڈیڑھ سو سال پرانی تھی۔ مگر رنگ و روغن اور دیکھ بھال کے علاوہ توجہ دینے پر وہ بالکل نئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا طرز تعمیر بہترین تھا۔ جس میں انڈین اور انگلش تعمیر کا امتزاج پایا جاتا تھا۔ حویلی کے سامنے لان میں گھاس، پودے اور درخت اپنی بہار دکھا رہے تھے، جس سے میں نے آسودگی جیسی فرحت محسوس کی۔ پورچ میں کار رُکی تو باوردی ملازم نے گیٹ کھولا۔ جس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہاں جس قدر بھی ہے، اہمیت ضرور ہے۔ وہ مجھے ڈرائنگ روم میں لے گیا جو جدید اور قدیم اشیاء سے سجا ہوا تھا۔ میں وہاں پہنچ کر کسی حد تک مرعوب ہوا تھا۔ شاید اس کی تاریخی حیثیت تھی یا وہاں سے اس حویلی کے مکینوں کے بارے میں اظہار ہو رہا تھا۔ میں وہاں رک گیا۔

''آیئے۔!'' باوردی ملازم نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میں اس کے ساتھ آگے بڑھتا گیا۔ کمرے سے باہر نکل کر دائیں ہاتھ میں سیڑھیاں تھیں، وہ ان پر چڑھتا چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے دوسری منزل پر آ گیا۔ سامنے ہی ایک بڑے سارے چھجے کے نیچے کرسیاں دھری ہوئی تھیں، جن میں سے ایک کرسی پر بھاری بھرکم جثے والا ادھیڑ عمر سکھ بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے زرد رنگ کی پگڑی، سفید کرتا اور پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ روایتی کرپال کی پٹی کا رنگ نیلا تھا۔ سفید داڑھی، گہری شربتی آنکھیں لیے وہ میری جانب ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ چند لمحے یونہی دیکھتا رہا پھر دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے فتح بلائی۔

''ست سری اکال، جی آئیاں نوں، جمال آ بیٹھ۔''

اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

''بہت شکریہ.....'' یہ کہتے ہوئے میں کرسی پر بیٹھ گیا تو مجھے اپنے ساتھ لانے والا ملازم واپس پلٹ گیا۔

''مجھے رتن دیپ سنگھ کہتے ہیں۔ تم جب سے یہاں آئے ہو مجھے معلوم ہے، مدن لعل اور رویندر سنگھ والا معاملہ بھی، خیر..... تم ہمارے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مہمان ہو یہاں رہو۔'' اس نے بڑے سکون اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں یوں کہا جیسے یہ واقعات اس کے لیے کچھ بھی حیثیت نہ رکھتے ہوں۔

''بہت خوشی ہوئی جی آپ سے مل کر' مہمان بنانے پر' دیکھیں مہمان نے ایک دن جانا ہوتا ہے' وہ آتا اپنی مرضی سے ہے' جاتا میزبان کی مرضی سے' کب تک میں .....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ قدرے مسکرا کر بولا۔

''اوئے جمال یار' تجھے آئے دو منٹ نہیں ہوئے اور جانے کی بات کر رہا ہے۔ باقی تمہاری بات ٹھیک ہے' مہمان نے جانا تو ہوتا ہے' وہ میں تمہیں بتا دوں گا۔ لیکن فی الحال میری کچھ باتیں سن لو۔''

''جی فرمائیں۔'' میں نے متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''بھارتی خفیہ کو یہ تو معلوم ہے کہ کوئی بندہ ہے جو یہاں امرتسر سے جالندھر تک کارروائیاں کر رہا ہے۔ کون ہے' اس بارے میں نہیں معلوم۔ جسپال کے بارے میں خاصی الجھن رہی' اسے پہلے ہی ون ایجنٹ سمجھ لیا گیا اور اس پر کڑی نگاہ رکھی گئی۔ جسپال کا محتاط رویہ اور رویندر سنگھ کی غلط بیانیاں' اس نے الجھن ڈال دی' خیر اب وہ بھی نہیں' جسپال بھی چلا گیا لیکن کہانی یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ جسپال نے دوبارہ آنا ہے' لہٰذا اس کی واپسی کی راہ ہموار رہنی چاہیے۔''

''کیا آپ بھی وہی سوچ رہے ہیں جو گیانی صاحب سوچ رہے تھے۔'' میں نے پوچھا۔

''بہت حد تک معاملات گیانی دیکھتا ہے' لیکن اصل فیصلے کہیں اور ہوتے ہیں۔ یہ سوچ اس کی اپنی نہیں کسی اور معتبر جگہ کی ہے۔ خیر' خفیہ کو غلط راہ پر ڈالنے کے لیے ہی رات والا ڈرامہ کیا گیا اور آج جو کچھ اخبارات میں ہے' وہ بھارتی خفیہ کو غلط راہ پر ڈالنے کے لیے ہے۔''

''ایسا کیوں سردار جی؟'' میں نے تیزی سے پوچھا۔

''اس لیے جمال کہ انہیں اپنی اوقات کا پتہ چلتا رہے۔ میں مانتا ہوں ان کے وسائل بہت ہیں' قوت بھی زیادہ ہے لیکن لڑتے' جذبے ہیں اور کام ہمیشہ حوصلہ ہی آتا ہے۔ آگ میں چھلانگ لگانے کے لیے جرات چاہیے ہوتی ہے۔'' اس نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا۔ ایسا کہتے ہوئے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

''تو یہ بات ہے۔'' میں نے اس کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

''مدن لعل نے را کی مدد سے لاہور میں سیٹ اپ بنایا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ کیونکہ را اور لاہور کے درمیان رابطہ کٹ گیا۔ لاہور والے لوگ ایسے ہی ہیں' جیسے کوئی مضبوط منشیات فروش جو کسی بھی شہر میں ہوتا ہے۔'' اس نے سانس لیا' اور میری طرف دیکھا' میں خاموش رہا تو وہ بولا۔ ''جمال! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم سچ کہو گے۔''

''آپ پوچھیں میں سچ ہی کہوں گا۔'' میں نے جواباً کہا۔

''تمہاری یہ ساری بھاگ دوڑ کس لیے ہے؟ کیا مقصد ہے تمہارا؟ کس لیے تم نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھی ہوئی ہے؟'' یہ کہہ کر اس نے میری آنکھوں میں دیکھا۔ میں خاموش رہا' کیونکہ میں خود تذبذب میں پڑ گیا' پھر کچھ دیر بعد بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''رتن دیپ سنگھ جی' سچ پوچھیں تو میرا کوئی مقصد نہیں ہے' شاید میں نے زندگی کی حفاظت کے لیے موت کا سامنا کرلیا ہے۔ حالات ہی ایسے بنتے گئے ہیں اور بس میں چلتا چلا جارہا ہوں۔''

''سچ کہا تم نے' کوئی دھرم کے لیے لڑ رہا ہے کوئی زمین اور وطن کے لیے' اور کوئی اپنا وجود بچانے کے لیے' ہمیں دیکھو' سکھ دھرم کو ختم کرنے کی پوری پوری کوشش کی جارہی ہے اور ہندو اس میں سب سے آگے ہے۔ ہم اپنا وطن چاہتے ہیں اور ہماری لڑائی اپنا آپ بچانے کے لیے ہے۔ میں اس کے لیے دلائل کے انبار لگا سکتا ہوں لیکن صرف ایک مثال دوں گا۔ سانحہ 1984ء میری ان ساری باتوں کا جواب ہے۔''

''سبھی لڑ رہے ہیں' لیکن اپنے اپنے انداز میں۔ معاف کیجیے گا' جس طرح سکھ پنتھ کی اب حالت ہوگئی ہے' اس سے یہ سارے ہدف حاصل کرنا بہت مشکل ہوگئے ہیں۔'' میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''واہگرو مہر کرے گا جمال' میں مایوس نہیں ہوں۔ دراصل یہ ہندو بانیئے اپنی اوقات سے باہر ہوگئے ہیں۔ اشوکا کے بعد سے 47ء تک یہ غلامی کی زندگی گزارتے آئے ہیں۔ اب یہ آپے سے باہر ہوگئے ہیں۔ سنگھ پریوار جب چاہے قتل عام شروع کردیتا ہے' تم یقین رکھو وہ دن دور نہیں جب اسی بھارت کے کئی ٹکڑے ہوں گے۔ کیونکہ جس ملک میں دولت عوام' نچلے طبقے کے لوگ اپنا ترنگا لہرانے پر قتل کردیئے جائیں' وہ ایسی جمہوریت کے ماتھے پر کالک سے زیادہ کچھ نہیں۔''

''یہ بھارتی تو اپنی جڑیں خود کاٹتے جارہے ہیں؟'' میں نے کہا۔

''بالکل' اپنی ساری کرتوتیں' مختلف ملکوں کی خفیہ ایجنسیوں پر ڈال دیتے ہیں۔ جیسے خالصتان تحریک کو پاکستانی آئی ایس آئی کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں' میرے سامنے میرے باپ کو زندہ جلا دیا گیا' وہ چیخیں آج بھی میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔ میری ماں کو اس حویلی میں بے دردی سے قتل کردیا گیا۔ کیا یہ آگ آئی ایس آئی نے لگائی تھی یا ان ہندوؤں نے؟'' وہ بے حد جذباتی ہوگیا تھا' پھر ایک طویل سانس لے کر بولا۔ ''خیر..... یہ باتیں تو ختم ہی نہیں ہوں گی۔ تم یہاں رہو اور تھوڑے بہت کام ہیں وہ کرو' جب ہمارا یہ مہمان جائے گا تو بہت اچھا ہوگا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے اپنی بات سمیٹ دی۔ کیونکہ دو تین ملازم کھانے پینے کا سامان کافی مقدار میں لے آئے تھے۔

''کیا کام ہوں گے؟'' میں نے پوچھا۔

''ابھی کیا جلدی ہے۔ ابھی کھاؤ پیو اور سکون سے سو جاؤ۔ آرام کرو' بتادوں گا۔'' اس نے گہری سنجیدگی سے کہا اور اپنے سامنے پڑے ہوئے سیب کو اٹھالیا۔ اس کے ساتھ ہی کھانے پینے اور باتوں کا سلسلہ دراز ہوگیا۔

وہ حویلی کے سرے پر ایک شاندار کمرہ تھا۔ وہی قدیم وجدید انداز میں سجاوٹ تھی۔ اونچی چھت والا یہ کمرہ خوشبوؤں میں بسا ہوا تھا۔ کھڑکی کے باہر مہندی کے پودے لگے ہوئے تھے۔ جن کی مہک مسحور کن تھی۔ میں نے کمرے کا لاک لگایا، پسٹل نکال کر تکیے کی نیچے رکھا اور سکون سے بیڈ پر پھیل کے لیٹ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد مجھے نیند نے آلیا۔

میری نیند ایک دم سے ٹوٹ گئی تھی۔ میں جلدی سے اٹھا اور ادھر ادھر دیکھا۔ میں نے دیکھا، دروازے میں ایک سرو قد لڑکی کھڑی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کے بلیک ٹائیٹس نما پتلون پہنی ہوئی تھی' گلابی سلیولیس شرٹ' لمبی گردن' کھلے ہوئے لانبے گیسو' تیکھے نقوش اور لمبے ناک والی میری طرف گھور کر دیکھ رہی تھی۔ میں نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا' اس سے پہلے کہ میں کوئی بات کرتا' وہ مسکرائی اور بولی۔

''لیٹے رہو' دلجیت سنگھ جی' میں کوئی غیر نہیں' تمہاری میزبان گائیڈ' دوست اور جو تم چاہو میں وہی ہوں.....'' یہ کہتے ہوئے وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی ہوئی میرے بیڈ کے قریب آ گئی اور بے تکلفی سے بیٹھ گئی۔ خوشبو کا ایک جھونکا آیا' اس نے کوئی دل آویز قسم کا پرفیوم لگایا ہوا تھا۔ اس نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے میری طرف دیکھا اور اپنا ہاتھ بڑھا کر بولی۔ ''بانتیا کور آپ مجھے 'بنتو'' کہہ سکتے ہو' میرا نک نیم.....''

میں نے اس کا ہاتھ تو تھام لیا' مگر مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے کیسا رسپانس دوں۔ اس نے مجھے دلجیت سنگھ کے نام سے ملایا تھا جو میرا یہاں کوڈ نیم تھا۔ پھر اگلے ہی لمحے مجھے سمجھ آ گئی کہ یہی نام یہاں اسے بتایا ہوگا' ورنہ اسے کوئی خواب تھوڑی آ گیا ہے۔ میں اس کی آنکھوں میں دیکھ کر آہستگی سے مسکرا دیا' پھر اس کے بدن کو دیکھ کر بولا۔

''دیکھنے میں تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو' اب معلوم نہیں میزبانی کر بھی پاؤ گی کہ نہیں.....''

''بعض اوقات بندہ بڑے غلط اندازے لگا لیتا ہے' کہتے ہیں کہ بندہ اس وقت درست اندازے لگاتا ہے جب وہ بہت تجربے کار ہو گیا ہو۔'' اگرچہ اس نے یہ بات بڑے تحمل سے اور مسکراتے ہوئے کہی تھی لیکن مجھ پر طنز کر گئی تھی۔ جس کا مجھے قطعاً برا نہیں لگا' بلکہ ایک طرح سے فرحت محسوس ہوئی' میں ہنس دیا۔

''چلیں' اپنا اندازہ یقین میں بدل کے دیکھتے ہیں۔''

''ممکن ہے' مجھے بھی ایسا ہی کوئی یقین کرنا پڑے۔ سننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔'' اس نے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کسی حد تک ہنستے ہوئے کہا تو میں نے پوچھا۔

''دروازہ تم نے کھولا یا پھر یہاں کے لوگوں نے۔''

''یہیں کے لوگوں نے' مگر یہ حویلی میرے لیے اجنبی نہیں' سارے لوگ ہی جانتے ہیں مجھے۔'' اس نے کاندھے اچکا کر کہا تو میں سیدھے مطلب کی بات پر اتر آیا۔

''میری گائیڈ' مجھے کیا راہنمائی دے گی؟''

''یہاں سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر امرتسر جنکشن ہے' بڑا ریلوے اسٹیشن ہے' کیا تم وہ دیکھنا پسند کرو گے۔''

''ابھی چلنا ہے یا کچھ دیر ٹھہر کر۔'' میں نے لیٹے لیٹے ہی کہا۔

''ابھی تو کچھ وقت تمہیں تیار ہونے کو لگے گا' پھر میں تجھے آم پاپڑ کھلاؤں گی' بہت مشہور سوغات ہے یہاں کی' پھر اگر دل کیا تو کوئی مووی شووی دیکھ لیں گے یا پھر کسی ڈانس کلب میں چلتے ہیں یا کسی ریستوران میں کھانا کھا لیں گے' جو دل میں آیا۔'' اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تیاری میں خود کروں گا یا تم کراؤ گی۔'' میں نے پوچھا تو وہ بے تکلفی سے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دونوں مل کر کریں گے' میں تمہارے لیے خود کپڑے خرید کر لائی ہوں۔ گاڑی میں پڑے ہیں۔ ابھی آ جاتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنے نازک سے بلیک سینڈل اُتارے اور بیڈ پر پھیل کر بیٹھ گئی۔ وہ میرے سامنے تھی۔ اس کا رنگ گورا نہیں تھا' مگر اس قدر سانولا بھی نہیں تھا۔ یہی کھلتا ہوا گندمی رنگ' سلیولیس شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔ مجھے ایک دم خیال آیا کہ میں اس کے بدن میں اُلجھتا جا رہا ہوں۔ اس لیے میں اٹھا اور باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد میں تیار ہو چکا تھا۔ سیاہ ڈریس پتلون' پرپل شرٹ کے ساتھ سیاہ پگڑی پہن لی تھی' پاؤں میں بلیک شوز' داڑھی کو خوب کنگھا کیا' مونچھوں کی نوکیں نکالیں اور تیار ہو گیا۔ اس دوران بانیتا کور بھی تیار ہو گئی۔ اس نے سیاہ جینز اور گہرے نیلے رنگ کی بازوؤں والی ٹی شرٹ پہن لی' پاؤں میں بلیک لیدر شوز' بالوں کو کسی حد تک باندھ لیا تھا۔ میں اپنا پسٹل نکال کر جیب میں ڈالنے لگا تو بانیتا نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

''اسے رہنے دو' میرے پاس گاڑی میں پڑا ہے تمہارے لیے' خوبصورت تحفہ' فالتو میگزین بھی ہیں۔''

اس کے یوں کہنے پر میں نے پسٹل واپس رکھ دیا' اور پھر اس کے ساتھ کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ باہر شام اتر کر رات میں بدل گئی تھی۔ میں نے کھلی فضا میں ایک سانس لیا پھر ہم بلیک ڈائسن میں بیٹھ کر حویلی سے نکلتے چلے گئے۔

امرتسر شہر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ ٹریفک بھی بڑھ گیا تھا۔ میرے ساتھ پہلو میں ڈرائیونگ کرتی بانیتا ابھی تک خاموش تھی۔ شاید وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ کیونکہ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ میں نے بھی اسے مخاطب کرنا مناسب خیال نہیں کیا۔ وہ چلتی چلی گئی، یہاں تک کہ ہم ایک شاہراہ پر ملٹی پلیکس سینما کے سامنے آن رکے۔ اس نے کار پارکنگ میں لگائی اور بولی۔

''اپنے پسٹل اور میگزین لے لو اور باہر کی طرف جا کر کھڑے ہو جاؤ، میں آ رہی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے نکلی اور پارک کرنے کے پیسے دے کر اندر کی جانب چلی گئی۔ میں کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ شاید شو شروع ہونے والا تھا۔ اس لیے کافی سارے لوگ تھے۔ کچھ دیر بعد وہ بھی آ گئی۔ میرے پاس آ کر ایک ٹکٹ میری طرف بڑھا کر بولی۔ ''یہ رکھ' شاید کام آ جائے؟''

میں نے ٹکٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور اپنی جیب میں رکھ لیا اور اس کے ساتھ چل پڑا۔ کچھ دیر تک ہم پیدل چلتے گئے۔ پھر ایک آٹو رکشہ میں بیٹھ گئے جو کچھ دیر چلتا رہا پھر ایک جگہ اس نے رکنے کو کہا۔ رکشے کی ادائیگی کر کے وہ اتر گئی۔ میں خاموش رہا۔ ہم شاہراہ پر کھڑے تھے اور رواں ٹریفک کی روشنیاں ہم پر پڑ رہی تھیں۔ بانیتا نے میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا اور ایک طرف چل پڑے۔ کچھ ہی فاصلے پر ریلوے ٹریک تھا۔ ہم اس کے درمیان میں چلنے لگے۔ تب وہ بولی تو اس کا لہجہ انتہائی سنجیدہ اور تشویش بھرا تھا۔

''وجیت! اس ٹریک پر آگے جا کر امرتسر اسٹیشن ہے' لیکن یہ ایک بڑا جنکشن بھی ہے تھوڑا آگے جا کر یہی ایک ٹریک' کئی ٹریک میں بدل جائے گا۔ ہمارے دائیں ہاتھ پر ریلوے کالونی ہو گی۔ وہاں ایک گودام ہے' جہاں سے اسلحہ' بارود اور منشیات پھیلائی جا رہی ہے، اور وہ صرف اور صرف سکھوں کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ اطلاع ہے کہ ایک بڑی کھیپ یہاں اتری ہے، جو راتوں رات ٹرین اور ٹرکوں کے ذریعے یہاں سے نکلے گی۔ ہمیں اس کھیپ سے غرض نہیں' لیکن اس بندے سے غرض ہے جو یہاں اپنی نگرانی میں یہ سپلائی دے رہا ہے۔ اس سے کافی ساری باتیں کرنی ہیں' اس لیے زندہ چاہیے.....''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بانیتا میں نہیں جانتا کہ تم سکھوں کی کس تنظیم سے تعلق رکھتی ہو لیکن یہاں آ کر میں نے محسوس کیا ہے کہ ان تنظیموں میں لڑکیاں بہت زیادہ فعال ہیں۔ وہ زیادہ شدت سے کام کرتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟'' میں نے پوچھا تو وہ چند لمحے خاموش رہی' پھر ایک طویل سانس لے کر سامنے دیکھا' جہاں کئی ٹریک نزدیک آ رہے تھے۔ وہ بولی۔

''تمہارا تجزیہ ٹھیک ہے' رہی زندگی تو میں تمہیں یہ تفصیل سے بتاؤں گی۔ یہ چند لفظوں میں سمجھا دینے والی بات نہیں ہے۔''

''او کے' جیسا تم چاہو۔'' میں نے کاندھے اُچکاتے ہوئے کہا۔ میری توجہ بھی ادھر ہو چکی تھی۔ کچھ دیر بعد ہم وہاں جا پہنچے جہاں سے کچھ فاصلے پر خالی بوگیاں کھڑی تھیں۔ اگرچہ وہاں روشنی تھی لیکن ایک طرف بالکل اندھیرا نہیں مگر ملگجی روشنی تھی۔ جو چھن کر آ رہی تھی۔ تبھی بانیتا نے مجھے بازو سے پکڑ کر روکا اور مجھے لے کر اندھیرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پھر سرگوشی میں بولی۔

''وہ دیکھو' وہ بوگیاں ہیں اور اس میں سامان رکھا جا رہا ہے' ایک ایک آدمی آ رہا ہے' وہ دیکھو' ایسا ہی مال انہوں نے مختلف شہروں کی طرف جانے والی ٹرینوں میں رکھنا ہے۔''

''بانیتا! تم نے کہا ہے کہ یہاں کے نگران بندے کو پکڑنا ہے' ہمیں وہاں جانا ہے' یہاں سے ان کا تماشہ کیوں دکھا رہی ہو؟''

''میرا خیال ہے کہ ہم اس تک یونہی نہیں پہنچ سکتے' وہ اپنے سیکیورٹی کے بندوں کے درمیان وہاں موجود ہوگا اور شاید کالونی میں ہم اسے پکڑ نہ سکیں۔ وہاں سے نکلنے کے کئی راستے ہیں۔ اسے یہاں لانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اسے بل سے باہر لانے کے لیے یہاں کوئی نہ کوئی ہنگامہ کیا جائے۔ وہ یہاں نہ بھی ہوا تو یہاں پہنچ جائے گا۔'' اس نے الجھتے ہوئے کہا۔ میں چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔

''آؤ' اب جیسے میں کہوں ویسا کرنا۔''

میں یہ کہہ کر اندھیرے میں بڑھتا چلا گیا۔ میں نے وہاں کا ہر طرح سے جائزہ لے لیا تھا۔ اگرچہ ریلوے شیڈ میں آنے کے لیے راستے مخصوص ہوتے ہیں مگر لوگ شارٹ کٹ کے لیے راستے بنا لیتے ہیں۔ کالونی سے شیڈ تک آنے میں ایک شارٹ کٹ راستہ بنا ہوا تھا جو درختوں اور پودوں کے درمیان میں سے تھا۔ چھنتی ہوئی روشنی وہاں پڑ رہی تھی۔ میں نے دیکھا ایک شخص وہاں سے سر پر پیٹی لے کر نکلتا اور تیزی سے بوگی کی طرف بڑھتا' وہ پیٹی وہاں بوگی کے دروازے پر رکھتا اور واپس پلٹ جاتا۔ اسی طرح دو تین بندے میرے سامنے سے گزر گئے تھے۔ لازمی طور پر بوگی میں لوگ موجود تھے جو سامان کو ٹھکانے لگا رہے ہوں گے۔ ان بوگیوں میں بہتیرے ایسے چور خانے ہوتے ہیں۔ میں نے اپنے طور پر فیصلہ کیا اور بانیتا سے کہا۔

''تم کور پر رہنا' اب میں دیکھتا ہوں۔''

یہ کہتے ہوئے میں نے پسٹل نکالا' سائیلنسر چیک کیا' پھر سامنے سے جاتے ہوئے بندے پر فائر کر دیا۔ ٹھک کی آواز آئی' جس کے ساتھ اس بندے کی چیخ فضا میں بلند ہوئی' جس نے سناٹے کو چیر کر رکھ دیا۔ اس وقت تک ایک بندہ پیٹی لے کر ریلوے لائنوں کے درمیان آ چکا تھا' میں نے اس کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ اس کے حلق سے بھی دردناک چیخ برآمد ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں ہلچل مچ گئی۔ بوگی میں سے دو بندوں نے سر باہر نکال کر دیکھا' وہ دونوں باہر کی صورت حال کا جائزہ لے رہے تھے۔ مگر میں نے ان کے چہروں کے تاثرات جاننے کی بجائے یکے بعد

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیگرے دو فائر کیے' وہ دونوں ہی کھڑکی میں لٹک گئے۔ اچانک بوگی میں سے ایک بندہ نکل کر تیزی سے بھاگا' وہ چھپتے ہوئے شارٹ کٹ راستے کی طرف جا رہا تھا۔ بلاشبہ وہ کالونی میں موجود لوگوں کو صورتحال کے بارے میں بتانا چاہتا ہوگا۔ میں نے بانیتا کو وہاں سے نکلنے کا اشارہ کیا اور شیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں کئی بوگیاں کھڑی تھیں۔

مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ میں ان بوگیوں کی طرف بڑھا تھا اور یہ بھی اپنے حواسوں میں دیکھا تھا کہ میں ریلوے ٹریک کے درمیان بھاگتا ہوا جا رہا تھا کہ اچانک میرے اردگرد کے سارے منظر ختم ہو گئے اور یوں نیا منظر ابھر آیا جیسے فلم اسکرین پر ایک منظر کی جگہ دوسرا منظر لے لیتا۔

ویسی ہی رات تھی' وہاں پر صرف بوگیاں نہیں' ایک پوری ٹرین تیار تھی۔ لوگ اس میں بھرے ہوئے تھے۔ بہت سارے چھتوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انجن سے وسل بج رہی تھی کہ اچانک شور مچ گیا۔ پلیٹ فارم کی دوسری طرف سے سکھوں کا ایک جتھہ نکلا' ان کے ہاتھوں میں کرپائیں' بلم' لاٹھیاں' توڑے دار بندوقیں' آگ لگی ہوئی مشعلیں' وہ جنونی انداز میں ریلوے لائنیں پار کرتے ہوئے ٹرین کی جانب بڑھ رہے تھے۔ گالیوں کے شور میں ''جو بولے سونہال' ست سری اکال' کے نعرے بھی گونج رہے تھے۔ پھر اچانک وحشت ناک چیخیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ کراہیں' موت کا پیغام لیتی ہوئی دردناک صدائیں' بین' رونے اور کراہنے کا شور' نعرے' ایک قیامت کا منظر میرے سامنے تھا۔ وحشی سکھ درندے' ان مظلوموں کو بے دردی سے کاٹ رہے تھے۔ اچانک ایک بچے کو بوگی سے باہر پھینکا گیا، جسے ایک سکھ بلوائی نے اپنی تلوار سے ہوا ہی میں دو ٹکڑے کر دیا۔ میں نے وحشت' کراہیت اور بے بسی کی انتہا پر زور سے آنکھیں بھینچ لیں۔ چند لمحوں بعد دوبارہ آنکھیں کھولیں تو وہ منظر غائب ہو چکا تھا' اب وہی منظر میرے سامنے تھا' بوگیاں' سناٹا اور سناٹے کو چیرتی ہوئی وحشی جذبات بھرا میرا دل' جلیانوالہ باغ کے بعد یہ دوسرا واقعہ میرے ساتھ ہوا تھا' اس وقت میں یہی سمجھا تھا کہ نوین کور کوئی سفلی علم جانتی ہے لیکن اب تو وہ میرے نزدیک نہیں تھی' ضرور یہ کچھ اور ہی معاملہ ہے' کیا ہے؟ میں اس پر سوچنا چاہتا تھا' لیکن اسی لمحے بانیتا نے مجھے جھنجوڑتے ہوئے کہا۔

''دلجیت! کیا ہوا تمہیں' تم پسینے سے شرابور کیوں ہو' وہ سامنے دیکھو؟''

میں اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکا۔ میرا دل میری کنپٹیوں میں بج رہا تھا۔ اور سامنے دس بارہ لوگ تیزی سے بوگی کی جانب بڑھ رہے تھے۔ ان سب کے ہاتھ میں اسلحہ تھا۔ ''وہ درمیان والا لمبا سا سکھ' جس نے سرخ شرٹ پہنی ہوئی ہے..... وہ..... وہ چاہیے زندہ۔''

''فکر نہ کرو۔'' میں نے کہا تو اس نے چونک کر میری جانب دیکھا۔ شاید میرا لہجہ بدل گیا تھا' یا وہ مجھے پاگل سمجھ رہی تھی؟ ''تم صرف یہاں سے نکلنے کا راستہ تلاش کرو۔''

''وہ ہے۔'' اس نے تیزی سے کہا تو میں نے بوگی سے یکے بعد دیگرے فائر کرنا شروع کر دیے' تبھی انہوں نے بوکھلا کر گرتے ہوئے لوگوں کو دیکھا اور پھر اندھا دھند فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ میرا میگزین خالی ہو گیا تو میں نے دوسرا بدل لیا۔ انہیں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ فائر کدھر سے ہو رہا ہے۔ اس شخص کے ساتھ جتنے آئے ہوئے لوگ تھے' وہ سارے ڈھیر ہو گئے' تبھی اس بندے کا فون بج اٹھا اور میرے قریب کھڑی بانیتا نے اسے فون ملایا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اگر مرد کے بچے ہو تو یہیں رُک جانا' بھاگنا نہیں۔''

''اُوہ..... یہ تم ہو بانیتا۔'' اس نے بھاری آواز میں یوں کہا جیسے وہ اسے اچھی طرح جانتا ہو۔

''ہاں، میں نے آخر تمہیں بل سے نکال لیا نا چوہے۔'' اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اور تم کسی خارش زدہ کتیا کی طرح چھپ کر بھونک رہی ہو' اپنے پیچھے کتنے کتے لگا کر لائی ہو' یا وہ سارے ہیجڑے ہیں جو چھپے بیٹھے ہیں۔''

''صرف میں ہوں ہیجڑے' تیری چنوتی پر آئی ہوں۔ میں تمہیں چند لمحے دیتی ہوں۔ بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ اور ثابت کر دو گے ہیجڑے تم ہو، حرامی کی اولاد..... ورنہ میں تیرے سامنے آ رہی ہوں۔''

''او..... آؤ..... تیرا دیدار ضرور کروں گا' آ جاؤ..... آج رات تیرے ساتھ ہی سہی۔'' اس نے گھٹیا انداز میں کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا تبھی بانیتا نے فون بند کیا اور سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

''میں نکلتی ہوں' اگر وہ فائر کرے تو اس کا اسلحہ..... زندہ پکڑنا ہے۔''

''او کے.....'' میں نے کہا اور اسے نشانے پر رکھ لیا۔

''لو..... جا رہی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ بوگی سے نیچے اتر گئی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی' ان کے درمیان چند فٹ کا فاصلہ رہ گیا۔ تب اس نوجوان نے اپنا پسٹل اپنی پتلون کی جیب میں رکھ لیا۔ تبھی بانیتا نے بھی ویسا ہی کیا۔ دونوں آمنے سامنے آ چکے تھے۔ تبھی وہ نوجوان بڑھا اور اسے اپنے شکنجے میں لینے کے لیے لپکا۔ بانیتا نے زور سے گھونسہ اس کے منہ پر دے مارا۔ اس کے ساتھ ان میں فائٹ شروع ہو گئی۔ بلاشبہ وہ نوجوان فائٹ میں ماہر معلوم ہوتا تھا۔ بانیتا اگر بچ رہی تھی تو صرف اپنے پھرتیلے بدن کی وجہ سے۔ اس نے زور سے کھڑے ہاتھ بانیتا کے کاندھوں پر مارے' وہ بیٹھتی چلی گئی۔ تبھی اس نے نوجوان کی ٹانگوں کے درمیان اپنا گھٹنا مارا' وہ دہرا ہو گیا' یہ لمحہ اس نے ضائع نہیں جانے دیا' اور دونوں ہاتھ باندھ کر اس کی گردن پر مارے' وہ ڈکراتا ہوا ٹریک کے درمیان گر گیا' تبھی اس نے پسٹل نکال کر اس کے سر پر رکھ دیا۔ اب میرا وہاں پر بیٹھنا فضول تھا۔ میں تیزی سے ان کے پاس پہنچا' میرے اندر جوش سر مار رہا تھا۔ چند لمحے پہلے دیکھا ہوا منظر میرا خون کھولا رہا تھا۔ میں نے جاتے ہی اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا' اور سرد لہجے میں پوچھا۔

''باقی سارا شوق کہیں دوسری جگہ جا کر پورا کریں گے۔'' یہ کہہ کر میں نے پوری قوت سے اپنی کہنی اس کی کنپٹی پر دے ماری۔ وہ اگلے ہی لمحے ساکت ہو گیا۔ میں نے اسے کاندھے پر اٹھایا اور سوالیہ نگاہوں سے بانیتا کی طرف دیکھا۔ وہ ایک طرف چل پڑی' تقریباً سو گز کے فاصلے پر وہ ریلوے لائن کے ساتھ ایک طرف اتر گئی۔ وہاں کوڑا کرکٹ کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ جس سے تعفن اٹھ رہا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک فور وہیل جیپ کھڑی تھی۔ جس میں دو تین بندے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس نوجوان کو اس جیپ میں پھینکا تو وہ چل پڑی۔ نظروں سے اوجھل ہوتے ہی بانیتا کو جیسے ہوش آ گیا' وہ تیزی سے بولی۔

''چل اب نکلیں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ ریلوے ٹریک کی جانب چل دی۔ میں اس کے ساتھ تھا۔ ہم چند قدم کے فاصلے پر موجود ٹریک کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

درمیان آگے ہی چلتے چلے گئے۔ تبھی ہمیں اپنے پیچھے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ میں نے مڑ کر دیکھا' آٹھ دس لوگ بھاگتے ہوئے آ رہے تھے' ان سب کی نگاہیں ہم پر جمی ہوئی تھیں۔ تبھی بانیتا کی تیز آواز سنائی دی۔

''دلجیت، بھاگو.....!''

میں نے اس ایک لمحے میں ماحول کا جائزہ لے کر فیصلہ کرلیا' اور پھر بھاگتے ہوئے ریلوے ٹریک سے باہر نکل گیا۔ ریلوے ٹریک اور سڑک کے درمیان خالی جگہ تھی۔ ہم دونوں اس طرف بھاگ نکلے۔ ہمارا تعاقب کرنے والے لوگ رکے نہیں' وہ بھی ہمارے پیچھے تھے۔ مجھے یہ اندازہ ضرور ہوگیا تھا کہ ان کے پاس اسلحہ نہیں ورنہ اب تک فائر کر چکے ہوتے۔ ڈراتے' دھمکانے یا پھر خوف زدہ کرنے کے لیے ہی سہی' میں ایک دم سے رک گیا۔ میں نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے آنے والے لوگوں کو دیکھا۔ بانیتا آگے نکل گئی تھی۔ تبھی میں نے بے باک انداز میں زور سے کہا۔

''رک جاؤ۔!'' یہ کہتے ہوئے میں نے پسٹل نکال لیا۔ پسٹل پر نگاہ پڑتے ہی وہ سارے کے سارے وہیں رک گئے۔ تبھی میں نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''پہلی بات تو یہی ہے کہ ہمیں جانے دو اور تم لوگ واپس پلٹ جاؤ۔ دوسری بات' جسے زیادہ ہی شوق ہے لڑنے کا تو وہ آگے آ جائے' میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال لے اور اگر تم سب نے مجھ سے لڑنا ہے تو ہم ہتھیار پھینک کر اپنا زور آزما لیتے ہیں۔ بولو۔'' تبھی ایک ادھیڑ عمر تنومند شخص نے اونچی آواز میں کہا۔

''اسلحے کے زور پر تو ہیجڑا بھی بکواس کر لیتا ہے' تم میں دم ہے تو آ' میرے ساتھ پنجہ لڑا۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار ایک دوسرے شخص کی طرف اچھال دی۔ تبھی میں نے بھی پسٹل بانیتا کی طرف اچھال دیا۔ جسے اس نے کیچ کر لیا۔

ہم دونوں ہی چند قدم آگے بڑھ کر ایک دوسرے کے سامنے آ چکے تھے۔ اس کی سرخ آنکھیں میرے چہرے پر گڑھی ہوئی تھیں۔ اچانک اس نے جھکائی دی' اور میری پسلی میں گھونسہ مار دیا۔ اس کے ساتھ ہی میرے جبڑے پر ہاتھ پڑا' میں ایک دم سے گھوم گیا۔ مجھے یہ یاد ہی نہیں رہا کہ میں نے دستار باندھی ہوئی ہے' میرے سامنے ایک سکھ تھا، اس نے پورے جوش میں پکارا۔ ''جو بولے سونہال'' اس کے ساتھ ہی باقی لوگوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ' مجھ پر پل پڑنے کے لیے بڑھے' ایک طرف جہاں میرے ذہن میں آئی کہ بانیتا بھی سکھ ہے' وہ سکھ ہی کی مدد کرے گی' لیکن میری نگاہوں کے سامنے چند لمحے پہلے کا منظر پھر گیا۔ ایک دم سے موت کی طرف لے جاتیں درد بھری کراہیں گونج گئیں۔ ٹکڑے ہوتے بچے کا خیال آیا تو پھر مجھے کچھ یاد نہیں رہا' میں نے پوری قوت سے دونوں ہاتھ باندھے اور اس کی ٹھوڑی پر مارے۔

وہ اُوخ کی آواز کے ساتھ اچھلا اور دور جا گرا۔ تب تک بانیتا نے فائر کر دیا تھا۔ باقی وہیں رک گئے۔ مجھ پر جنون سوار ہوگیا۔ اس بے غیرت نے اسے مذہبی لڑائی بنا دینا چاہا تھا۔ میں نے جاتے ہی پاؤں کی ٹھوکر اس کے منہ پر دے ماری اور اس کا ناک کچل دیا۔ وہ ڈکارتا ہوا اٹھنے کی کوشش کرنے لگا تو میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا' پھر ایک زوردار ٹکر اس کے منہ پر ماری' وہ نیم پاگل سا ہوگیا۔ میں نے اسے ایک لمحے کا بھی موقع نہیں دیا اور تابڑ توڑ مکے اس کے منہ پر مارے۔ وہ بے ہوش ہونے لگا' شاید کسی کی چیخ بلند ہوئی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے اس کی گردن اپنی بغل میں لی اور دونوں ہاتھوں سے مروڑ دی۔ چٹاخ کی آواز آئی اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی' میں نے اسے چھوڑا تو وہ یوں گرا جیسے کٹا ہوا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

درخت گرتا ہے۔ تبھی میں نے باقیوں کو دیکھا اور انہیں اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا۔

اس وقت مجھ پر جنون سوار تھا۔ مجھے لگا یہ بھی سکھ بلوائی ہیں۔ وہ میرے سامنے کھڑے مجھے تذبذب سے دیکھ رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ بانیتا کے پاس اسلحہ ہے' ان کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ میں انہیں زیادہ وقت بھی نہیں دینا چاہتا تھا۔ فائر ہو چکا تھا جس کی آواز سے کوئی بھی ادھر متوجہ ہو سکتا تھا۔ پھر اپنے آپ کو بچانا مشکل تھا۔ اس لیے میں نے ایک جست لگائی اور بانیتا کے پاس جا پہنچا۔ اس سے اپنا پسٹل لیا' جس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ میں نے پسٹل ان کی طرف سیدھا ہی کیا تھا کہ وہ پلٹے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس شخص کی لاش وہیں پڑی رہ گئی جو گردن کی ہڈی ٹوٹ جانے کے باعث کچھ دیر پہلے ہی مر گیا تھا۔ میں یہی دیکھ رہا تھا کہ بانیتا نے تیز آواز میں کہا۔

''نکلو یہاں سے۔''

اس کے یوں کہنے پر میں نے ادھر ادھر دیکھا اور اس کے پیچھے تیز تیز قدموں سے چلتا چلا گیا۔ ہم دونوں ایک مصروف سڑک پر آ گئے۔ سامنے ہی آٹو رکشہ کھڑا تھا' ہم اس میں بیٹھ گئے۔ بانیتا ہی نے اسے ملٹی پلیکس سنیما کے بارے میں بتایا تو وہ چل پڑا۔

تقریباً بیس منٹ کی مسافت کے بعد ہم وہاں پہنچ گئے۔ میں باہر ہی کھڑا رہا' وہ ٹہلتی ہوئی اندر گئی اور پارکنگ سے کار نکال لائی۔ میں سکون سے بیٹھا تو وہ چل دی۔

''آج اگر میرے پاس بغیر سائیلنسر کے پسٹل نہ ہوتا تو معاملہ گڑبڑ ہو جانا تھا' وہ لوگ بھاگنے والے نہیں تھے۔ اس فائر نے انہیں دہشت زدہ کر دیا۔''

''مان لیا کہ ایسا ہی ہوا ہوگا' مگر یہ بتاؤ کہ اس ہیرو کا کیا کرنا ہے' جسے زندہ پکڑا ہے؟'' میں نے پوچھا تو وہ پرسکون انداز میں بولی۔

''ہم ادھر ہی جا رہے ہیں' ممکن ہے رات ادھر ہی گزر جائے۔''

''او کے' اب دھیان سے ڈرائیونگ کرنا۔'' میں نے کہا اور یونہی ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ مجھے کسی تعاقب کا احساس تو نہیں تھا بس ایویں محتاط تھا۔ وہ عام سی سڑک تھی جس پر فٹ پاتھ نہیں تھا۔ اس سے ہم شاہراہ پر چڑھے ہی تھے کہ ہمارے ساتھ دو کاریں جڑ گئیں۔ چند لمحے تو مجھے احساس نہ ہوا اور جب ان کے تیور دیکھے تو سمجھ گیا۔ ''بانیتا! ہمارا تعاقب ہو رہا ہے۔''

''مجھے بھی لگا' میں رفتار بڑھا رہی ہوں اور.....''

''رش میں نہ جانا۔'' میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ لفظ ابھی میرے منہ ہی میں تھے کہ ایک کار نے ہمیں سائیڈ ماردی' وہ سائیڈ دبا کر ہمیں روکنے کی کوشش کرنا چاہ رہا تھا۔ جبکہ یہ اس نے بہت جلدی کر دیا تھا۔ ان کی ایک کار ہمارے آگے ہوتی تو یہ گر آزمایا جا سکتا تھا۔ وہ رفتار بڑھاتی چلی جا رہی تھی۔ بانیتا ڈرائیونگ میں کافی ماہر لگ رہی تھی۔ وہ گاڑیوں کے درمیان سے زگ زیگ کرتی ہوئے نکل رہی تھی۔ یہ بہت خطرناک انداز تھا' سامنے چوراہا تھا۔ جیسے ہی وہ دائیں طرف مڑی۔ وہاں سے دو مزید گاڑیاں ہمارے پیچھے لگ گئیں۔ میں نے صورتحال کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے بانیتا سے کہا۔ ''انہیں ڈاج دے لوگی یا کچھ کریں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیا کرو گے؟'' اس نے تیزی سے پوچھا۔

''کچھ بھی' لیکن تماشا لگ جائے گا۔'' میں نے ان گاڑیوں کو تیزی سے دیکھتے ہوئے کہا' وہ مسلسل ہماری سائیڈ دبا رہی تھیں' ایک گاڑی آگے آنے کی کوشش میں تھی۔

''کچھ بھی کرو' وہ ہمیں روک رہے ہیں۔'' اس نے سامنے دیکھتے ہوئے ہذیانی انداز میں کہا۔

''تم ڈرائیونگ پر دھیان رکھنا۔'' یہ کہتے ہوئے میں نے پسٹل کا بلٹ مارا اور بانیتا کی طرف والی کھڑکی میں سے اس کار کے ڈرائیور کا نشانہ لے لیا جو سائیڈ دبا رہا تھا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ فائر ہوا تو وہ کار ایک دم سے پیچھے رہ گئی اور پھر کئی گاڑیاں ٹکرنے کی آوازیں آئیں۔ ٹائر چرچرائے' ہارن بجے اور شور مچ گیا۔ بانیتا نے سائڈ صاف دیکھ کر گاڑی دائیں طرف کی تو میں نے آگے جانے والی کار کے ٹائر کا نشانہ لیا۔ یہ رسک تھا۔ ایک دھماکا ہوا اور کار لڑکھڑاتی ہوئی سڑک کنارے ایک درخت سے جا لگی۔ لمحوں میں وہ پیچھے رہ گئی۔

''ہمیں یہ کار چھوڑنا ہوگی۔'' بانیتا تیزی سے بولی۔

''چھوڑ دو۔'' میں نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''نئی گاڑی آنے تک ہمیں کہیں رکنا ہی نہیں چھپنا بھی ہوگا' یہ انہی کے آدمی ہیں' جسے ہم نے اغوا کیا ہے۔''

''اس کا اتنا بڑا گینگ ہے۔'' میں نے پوچھا۔

''بعد میں بتاؤں گی۔'' یہ کہہ کر اس نے کار سڑک کنارے کھڑی کی اور مجھے باہر نکلنے کا اشارہ کر کے ڈرائیونگ سیٹ سے باہر آ گئی۔ ہم بھاگتے ہوئے اندھیرے میں چلے گئے' جسے بہرحال اندھیرا نہیں کہا جا سکتا تھا' وہاں الیکٹرک پول کی روشنی بہت کم تھی۔ سامنے ہی دو بلڈنگوں کے درمیان ایک چھوٹی سی سڑک تھی' ہم اس میں داخل ہو گئے۔ ہم تیز قدموں سے چلتے چلے جا رہے تھے۔ کافی آگے جا کر ایک چھوٹا سا چوراہا تھا' وہاں اچھی خاصی ویرانی تھی۔ ہم اس سے بھی آگے نکل گئے۔ وہ سڑک ایک رہائشی علاقے کے بازار میں جا کھلی۔ تنگ سا وہ روایتی بازار تھا۔ کار سے نکل کر یہاں آنے تک بانیتا اپنے سیل فون سے کئی بار بات کر چکی تھی۔ جس سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہم اس بازار میں داخل ہو کر قدرے پرسکون انداز میں چلتے چلے گئے۔ وہ ایک نسبتاً بڑی سڑک پر ختم ہوئی۔ سامنے ہی ایک سیاہ کار کھڑی تھی۔ بانیتا بھاگتی ہوئی اس میں سوار ہو گئی۔ میں اس کے پہلو میں آ بیٹھا۔

ہمارے سفر کا اختتام ایک ایسے علاقے میں ہوا جو ابھی زیر تعمیر تھا۔ وہ کسی کمپنی کی ہاؤسنگ کالونی تھی۔ جس میں چھوٹے چھوٹے دو منزلہ گھر بن رہے تھے۔ وہ کافی وسیع علاقہ تھا' جس میں بڑے گھر بھی تھے۔ بلاشبہ وہ مستقبل کے لیے شاپنگ پلازہ بنایا جا رہا تھا' اس کی کئی منزلیں تھیں۔ اور ایسے پلازوں میں تہہ خانے ضرور ہوا کرتا ہے۔ ہم اس کار سے اترے اور میری توقع کے بعد ایک تہہ خانے میں آ گئے' جہاں کافی روشنی تھی۔ وہ ''ہیرو'' بندھا ہوا ایک کونے میں پڑا تھا۔ بانیتا نے جاتے ہی ایک ٹھوکر اس کی پسلی میں ماری اور بڑے طنزیہ انداز میں کہا

''بول اوئے' تو نے سردار رتن سنگھ کے خلاف سوچنے کی جرات بھی کیسے کی؟''

''اور تو اس کی کتیا' اب مجھ پر بھونک ہی رہی ہو' مجھے کاٹے گی بھی..... ہاں..... ایسا ہی ہے نا..... آؤ مجھے کاٹو.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انتہائی بے ہودہ انداز میں اشارہ کیا' جس سے وہ پاگل ہوگئی۔ وہ اسے مارنے کو لپکی تو میں نے اسے روک دیا۔

''نہیں' بانیتا نہیں' انرجی مت ضائع کرو۔''

میرے یوں کہنے پر وہ رک گئی اور خونخوار نگاہوں سے اسے گھورنے لگی تو وہ طنزیہ انداز میں بولا۔

''کیوں سالی..... یار کے کہنے پر رک گئی' آؤ نا۔''

''یہ تیری ماں کا یار ہے اور تو۔'' اس نے انتہائی غصے میں کہا تو میں تحمل سے بولا۔

''بس' خاموش'' پھر اس ہیرو کے قریب بیٹھ کر بولا۔ ''یہ رشتے ناطے بعد میں جوڑنا' پہلے تو یہ بتا جو بانیتا پوچھ رہی ہے۔''

''میرے یوں کہنے پر اس نے اپنی آنکھیں میچتے ہوئے میری طرف دیکھا' پھر بولا۔

''تجھے پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں' تو ہماری دنیا کا نہیں لگتا' کون ہے تو.....؟''

''تیری بہن کا یار ہے.....'' وہ چیخی' پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ ''دلجیت' یہ ایسے نہیں مانے گا' کتے کی دم ہے یہ..... مجھے.....'' اس نے بے تابی سے کہا تو میں نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا' پھر ہیرو کی طرف دیکھ کر بولا۔

''میں کوئی بھی ہوں' لیکن اتنا جانتا ہوں کہ بانیتا کے سوال کا جواب تمہیں دینا پڑے گا' تو چاہے مر بھی جائے نا..... تب بھی تیری لاش بولے گی۔''

''تو مجھے ایک دفعہ کھول دے' پھر دیکھتے ہیں لاش کس کی بنتی ہے۔'' اس نے نفرت سے کہا۔

''کچھ دیر پہلے میں نے تجھے دیکھ لیا تھا' ایک لڑکی کے ہاتھوں پٹتے ہوئے۔ میں نے دیکھ لی تھی تیری اوقات' اب بس بول دے۔''

''دلجیت! یہ سالا نرنکاری ہے۔ امرت دھاریوں کے خلاف سب کچھ کرنا' اس کا دھرم ہے۔ اس لیے یہ رتن سنگھ جی کے خلاف ہے۔'' بانیتا جذباتی انداز میں بولی۔

''تو پھر تمہارا سوال غلط ہے۔ تجھے تو اس سے یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ یہ کس کا کتا ہے؟''

''ہاں' آج کل یہ کس کا کتا ہے؟'' اس نے سکون سے کہا تو میں نے طویل سانس لی' اسے میری بات کی سمجھ آ گئی تھی۔ یہ کہہ کر وہ اس کے قریب جا کر بیٹھ گئی' پھر بولی۔ ''بول' تو آج کل کس کا کتا ہے۔''

''تو جانتی ہے کہ مجھے رتن سنگھ کو ختم کرنا ہے' اپنے ہاتھوں سے مارنا ہے اسے۔ اب اگر تو نے مجھے نہیں مارا تو میں نے اسے تو مارنا ہے۔''

''زیادہ ہیرو گیری نہ کر میرے سامنے' مال کہاں جانا تھا آج؟''

''اب آئی ہے مطلب کی بات پر۔'' اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''یہی بات تجھے پتہ کرنی ہے' لیکن کیا تو نہیں جانتی' دھندے کا اصول کیا ہے۔ رتن سنگھ کیا' اس کا باپ بھی میرے نیٹ ورک کے بارے میں نہیں جان سکتا۔''

''تو غلط سوچ رہا ہے' صبح تک سب کچھ' تیرا سب کچھ برباد ہو جائے گا' تیرا نیٹ ورک تو کیا' تیرے غیر ملکی آقا بھی ہماری نگاہ میں ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کاش تو یہ دیکھنے کے لیے زندہ رہتا۔'' یہ کہتے ہوئے بانیتا نے اپنا پسٹل نکال لیا۔ بہت کم لوگ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکتے ہیں' جیسے ہی بلٹ لگنے کی آواز آئی' اس نے چونک کر دیکھا' پھر تیزی سے بولا۔

''جب تجھے سب علم ہے تو میرے ساتھ یہ ڈرامہ کیوں' مجھے وہیں شیڈ میں کیوں نہ گولی ماردی تو نے؟''

''ہاں' اب آیا ہے نا تو لائن پر۔'' بانیتا چہکی۔ ''تو بھی یہ بات جانتا ہے کہ امرتسر میں تیرے جتنے ٹھکانے ہیں' تیرا سارا نیٹ ورک میں جانتی ہوں۔ اور مرنے سے پہلے تو یہ جان لے کہ اگلے چوبیس گھنٹوں میں وہ سب میرے ہوں گے۔ تیرا وہ اسلحہ' تیری وہ منشیات ہمارے لوگوں پر استعمال ہونے والی تھی' اب وہ تمہارے لوگوں پر ہوگی۔''

''یہ صرف تیری بکواس ہے' وہاں لوگ چوڑیاں پہن کر نہیں بیٹھے ہوئے۔'' وہ انتہائی غصے اور بے بسی کے عالم میں یوں بولا جیسے اس بات کا اسے بہت دکھ ہوا ہو۔

''چچ..... چچ..... ہائے..... ! کاش تم یہ دیکھنے کے لیے زندہ ہوتے۔ خیر۔! اس پورے علاقے میں اگر راج ہوگا تو صرف سردار رتن سنگھ جی کا اور پھر تیرے جیسے نرنکاری سانپ تو میں ویسے ہی بڑے شوق سے مارتی ہوں۔ اب سن' میں نے جو پوچھنا ہے' اگر تو آرام سے بتادے گا تو پھر تجھے موت بڑے سکون کی ملے گی' بس ایک فائر اور تو پار' نہیں بتائے گا تو تیرا ریشہ ریشہ بولے گا۔ بہت اذیت دوں گی۔'' یہ کہتے ہوئے بانیتا نے اس کے بال پکڑ لیے اور انہیں جھنجوڑتی ہوئے بولی۔ ''بول' تیرا وہ غیر ملکی آقا کون ہے' تھائی لینڈ کے شہر پتایا میں لوبسٹر ہوٹل کے کمرے میں' کیا ڈیل ہوئی۔'' یہ سوال کرتے ہوئے غصے کی شدت سے بانیتا کی آواز پھٹ گئی تھی۔ تب وہ حیرت کی انتہا پر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

''ت..... ت..... تم..... اس کے بارے میں کیا جانتی ہو؟''

''اپنی آزادی کی جنگ گھر بیٹھ کر نہیں لڑی جاتی' آنکھیں اور کان کھلے رکھنے پڑتے ہیں۔ امرتسر ایک پوتر استھان ہے' جہاں تم جیسے بے غیرت آگ اور خون کی ہولی ایک بار پھر سے کھیلنا چاہتے ہو' پہلی بار ہرمندر صاحب پر حملہ سکھوں کی بے خبری میں ہوگیا' ہمیں نہیں معلوم تھا کہ تیرے جیسے نرنکاری بے غیرت' ہندو بنیئے کے ساتھ اس قدر گھٹیا پن پر اتر آئیں گے کہ معصوم لوگوں کا قتل عام کریں گے' اب نہیں' اب ہم جاگ رہے ہیں..... بولو..... بولو ورنہ.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے پوری قوت سے گھونسہ اس کے سینے پر دے مارا۔ وہ کھانسنے لگا۔ ''نکال اس سینے میں جو کچھ ہے' نکال.....'' وہ جنونی انداز میں بولی اور دو چار گھونسے پھر مار دیئے' تبھی وہ کھانستے ہوئے بولا۔

''تو اگر اپنے لیے اتنا جذباتی ہوسکتی ہے تو پھر میں کیوں نہیں..... تو دے اذیت..... میں برداشت کرلوں گا۔'' اس نے دانت بھینچتے ہوئے بانیتا کی طرف دیکھ کر کہا یہی وہ لمحہ تھا' جب میں نے آگے بڑھ کر کہا۔

''بانیتا! تم جاؤ' اور جا کر اپنے آپریشن کو دیکھو' لوگ اس کے ٹھکانوں پر پہنچ چکے ہوں گے۔ اس پر وقت ضائع نہ کرو' یہ تو ساری رات باتیں کرتا رہے گا' میں دیکھتا ہوں اسے.....''

میرے یوں کہنے پر بانیتا نے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں' ٹھیک کہتے ہو تم..... اسے زیادہ وقت نہیں دینا۔''

میں نے پنڈلی سے بندھا خنجر نکالا' اور اس کے سینے پر ایک لکیر کھینچ دی' خون کی دھار سے خنجر کی نوک لتھڑ گئی' وہ دردناک انداز میں چیخا۔

''مجھے مار دو..... مار دو مجھے.....''

''وقت گزر گیا ہے.....'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر خنجر کی نوک اس کے گال میں چبھو دی' وہ تڑپنے لگا' چند لمحے اسی طرح خنجر رہنے دیا' پھر نکال کر دوسرے گال میں پیوست کر دیا۔

''ٹکڑے کر دو اس بہن.....'' بانیتا نے غصے میں غلیظ گالی دی تو وہ چیخ اٹھا۔

''وہ بنکاک کا اسلحہ ڈیلر تھا' امریکہ سے آیا ہے' یہ اسلحہ..... اس میں..... را..... ملوث ہے۔''

''اتنی بڑی کھیپ کیوں آئی؟'' میں نے پوچھا۔

''سکھ تنظیموں کے وہ لوگ مارنے ہیں..... جو شدت پسند ہیں۔'' اس نے پوری قوت لگا کر کہا۔

''آزادی کے متوالے کہوا دئے بے غیرت۔'' وہ جنونی انداز میں چیخی اور اس کی ٹانگوں پر فائر کر دیا۔

اس کی چیخیں حلق میں اٹک کر رہ گئیں۔ وہ بے ہوش ہو گیا۔ تبھی اس نے پسٹل کی نال سیدھی کی اور فائر کر دیا وہ ایک ہچکی لے کر اس جہان سے کوچ کر گیا۔

''ابھی اس سے مزید۔''

''سارا پتہ ہے بس تصدیق چاہیے تھی کہ را ملوث ہے کہ نہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے وہاں موجود دونوں بندوں سے لاش غائب کر دینے کا اشارہ کیا اور تہہ خانے سے نکلتی چلی گئی۔ اب ہمارا وہاں پر کوئی کام نہیں تھا۔ سامنے گاڑی کھڑی تھی' ہم اس میں بیٹھے اور چل دیئے۔ مین سڑک پر آتے ہی بانیتا بولی۔

''تم یہ جاننا چاہتے تھے نا کہ سکھ حریت پسند تحریکوں میں لڑکیاں اتنی فعال کیوں ہیں؟ تو سنو سن چوراسی سے چھیاسی تک سکھ قوم پر ہی نہیں' سکھ نوجوانوں پر بہت بھاری تھا' لڑکا' نوجوان اور جوان سب کو ختم کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ وہ لڑکیاں جو آج اٹھائیس سے تیس سال کے درمیان ہیں' انہوں نے اپنے بھائیوں کو مرتے دیکھا' ان کے لاشے دیکھے' ان پر بین کئے ہیں' اب اگر لڑکا گولی چلا سکتا ہے تو لڑکی کیوں نہیں' میں نے اپنے بھائیوں کے لاشے خود دیکھے ہیں۔ جنہیں انڈیا فورس نے مارا' ان بے غیرت نرنکاریوں کی سازش کی وجہ سے۔''

''لیکن نسل آگے بڑھانے کے لیے بچے کون پیدا کرے گا۔'' میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''بہت ہیں اور بہت پیدا ہو رہے ہیں۔ پہلے یہ خیال تھا کہ بنیئے کا بیٹا پیدا ہوتا ہے تو ایک نئی دکان کھل جاتی ہے اور جٹ کے گھر میں بیٹا پیدا ہوتا ہے تو زمین تقسیم ہو جاتی ہے۔ اب ایسی سوچ نہیں ہے' اپنا وطن خالصتان ہو گا تو زمین بھی اپنی ہو گی۔'' اس نے بے حد جذباتی لہجے میں کہا تو میں نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہیں نہیں لگتا کہ یہ تحریک سازشوں میں گھری ہوئی ہے؟''

''سازشیں کب اور کہاں نہیں ہوئیں دلجیت۔ ہماری صفوں میں بھی کئی ایسے لوگ ہوں گے' جو ہماری خبر اپنے آقاؤں کو دیتے ہوں گے جیسے ہمارے لوگ ہمیں ''را'' کی خبر دے دیتے ہیں۔ تم شاید تصور نہیں کر سکتے ہو' جسقدر ہماری نسل کشی یہاں کی گئی ہے' خیر..... ہم نے تو لڑنا ہے اپنا وطن حاصل کرنے تک' لڑتے رہیں گے۔'' اس نے کہا اور پوری توجہ سڑک پر لگا دی۔ حویلی پہنچنے تک ہمیں تقریباً گھنٹہ لگ گیا۔ ایک تو فاصلہ تھا' دوسرا اس وقت ٹریفک اچھی خاصی تھی جو پرانے شہر میں ہی زیادہ تھی۔ پورچ میں گاڑی رکتے ہی وہ بولی۔

''دلجیت تم چلو اپنے کمرے میں' وہیں آتی ہوں میں' فریش ہو جاؤ اس وقت تک۔'' اس نے کہا اور اپنا سیل فون نکالتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

اس وقت تک میں فریش ہو کر بیڈ پر پڑا ٹی وی دیکھ رہا تھا' وہاں پر کسی قسم کی کوئی خبر نہیں تھی۔ اب تو یہ ممکن نہیں تھا کہ پولیس یا دیگر فورسز کو معلوم نہ ہو۔ ریلوے شیڈ میں اتنا بڑا ہنگامہ چھپ نہیں سکتا تھا۔ میں یہی سوچ رہا تھا جبکہ میری نگاہیں ٹی وی اسکرین پر تھیں کہ بانیتا اندر داخل ہوئی۔ اس نے سلیولیس ٹی شرٹ کے ساتھ شارٹس پہنے ہوئے تھے۔ پاؤں میں بلیک کلر کی ہلکی سی چپل تھی' یوں لگ رہا تھا کہ جیسے یہ لڑکی بیڈ پر پڑے پڑے تھک گئی ہے اور اکتاہٹ دور کرنے کے لیے اٹھ کر آ گئی ہے۔ وہ بڑے بے تکلفی سے میرے ساتھ بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ تو میں نے اپنی سوچ کا اظہار کر دیا۔

''یہ خبر ٹی وی چینل پر کیا' کسی اخبار میں بھی نہیں آئے گی۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ جس کام میں ''را'' ملوث ہو اور وہ خبر نہ دینا چاہیں تو وہ عوام تک نہیں پہنچتی۔ ہم نے جو کیا وہ تو کچھ بھی نہیں' اس کے علاوہ بہت کچھ ہو چکا ہے۔''

''کیا ہو چکا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''ہماری ہی طرح چار گروپ اور تھے جنہوں نے اس نیٹ ورک کے اڈوں کو تباہ کیا ہے' بہت سارا اسلحہ ہاتھ لگا ہے' جو اب تک امرتسر سے باہر نکل چکا ہوگا۔ ہمارے چھ بندے کام آ گئے ہیں اور لگتا ہے ایک آدھ اور جائے گا' بہت زخمی ہے وہ' یہ ہم ہی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ہوا۔'' اس نے یوں کہا جیسے وہ کسی ٹورنامنٹ کے بارے میں بات کر رہی ہو' تبھی میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں جو تمہارے ساتھ تھا' اس لیے تمہیں کچھ نہیں ہوا۔''

''بے شک..... تو ساتھ تھا' تیرے نشانے بازی بڑی کمال کی ہے دلجیت! رتن بابا یونہی اپنے گرد رتن نہیں رکھتا' اس میں کچھ ہوتا ہے تو ہی قریب آنے دیتا ہے۔ میں نے جان لیا ہے کہ تم میں بہت کچھ ہے۔'' اس نے خمار آلود نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا' آخری لفظوں میں اس کے چہرے پر اچھی خاصی سرخی آ گئی تھی۔

''اتنا بڑا ہنگامہ ایک رات ہی میں۔'' میں نے اس کا دھیان کسی دوسری طرف لگاتے ہوئے کہا۔

''ہوں..... ایک ہی رات میں.....'' دراصل ان کی فیلڈنگ تو قریباً تین ماہ سے جاری ہے۔ شری جرنیل سنگھ بھنڈانوالہ کے مشن کو زندگی دینے کے لیے' بہت کام ہو رہا ہے۔ اسے بہت زیادہ خفیہ نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ آخر عوام میں بات لانی تھی۔ اب اس بار ''را'' کو معلوم ہونا ہی تھا۔ انہوں نے بھی اپنی پیش بندی کی ہے اور یہ فقط اسلحہ اکٹھا کرنے کی حد تک نہیں ہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ کام کر رہا ہے۔ غیر ملکی لوگ اس میں ملوث

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں۔ انہوں نے تو اپنا اسلحہ فروخت کرنا ہے۔ صرف پیپسی کوکا کولا کی اجازت مانگنے کے لیے بھارت کو انہوں نے بہت کچھ دیا' تو پھر اسلحے کی بڑی مارکیٹ ہے' خیر..... ایسے میں تمہاری آمد کے بارے میں معلوم ہوا تو ایک دم سے پلان آسان ہو گیا۔ ہمیں ماہر نشانہ باز چاہیے تھا' وہ مل گیا' اور وہ مشکل ترین ٹارگٹ آسانی سے مل گیا۔ اور.....'' یہ کہتے کہتے وہ رکی پھر بدلے ہوئے لہجے میں بولی۔ ''اور اب تم میرے پاس ہو۔''

''وہ تو ہوں اب تیرے پاس' لیکن یہ پلان کیسے کیا؟'' میں نے یونہی بات بڑھائی۔

''اصل میں ریلوے شیڈ والا مرکز تھا' وہی سب سے اہم تھا' ہم صرف دونوں وہاں پر نہیں تھے۔ ہمارے اردگرد لوگ تھے۔ جیسے ہی ہم ''ہیرو'' کو اغوا کر لیتے' انہوں نے اس جگہ پر دھاوا بول دیا۔ ان کے سارے بندے ہماری طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ تم خود سوچو' اگر وہاں ماہر نشانے باز نہ ہوتا تو صورت حال کیا ہوتی۔ بہت زیادہ فائرنگ ہونا تھی اور بندے بہت ضائع ہونا تھے اور پھر جب ان کی گاڑیاں ہم پر چڑھ گئی تھیں.....'' اس نے سوچتے ہوئے کہا تو میں نے پوچھا۔

''اور کس طرح کام ہو رہا ہے؟''

''مثلاً فلموں کے ذریعے' پنجابی کلچر بلکہ سکھ ثقافت کو سامنے لایا جا رہا ہے۔ شاید اس طرف دھیان نہ جاتا' لیکن ان نرنکاریوں نے اپنی فلموں کے ذریعے سکھ عوام کا ذہن بدلنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں۔ اب امرت دھاریوں کو بھی اس کے مقابلے پر آنا پڑا۔ دراصل نرنکاری یہ چاہتے ہیں کہ سکھوں میں اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے جو لڑنے مرنے کی طاقت ہے' جو جذبہ ہے' وہ ختم ہو جائے۔'' وہ کہہ رہی تھی اور میں سمجھ رہا تھا کہ جس طرح مرزائیوں کا طبقہ اسی مقصد کے لیے تخلیق کیا گیا کہ وہ جذبہ جہاد کو ختم کرنے کی ایک کوشش تھی۔ انگریزوں کے وفادار مرزائی یہ چاہتے تھے کہ مسلمان اپنے اندر سے جہاد ختم کر دیں۔ اب بھلا یہ ممکن تھا؟ ''اب تم دیکھنا' صرف بھارتی پنجاب میں ہی نہیں' پاکستانی پنجاب کے علاوہ پوری دنیا کی مارکیٹ میں ان فلموں کی نمائش ہو گی' اس طرح لٹریچر پر' صحافت میں اور بہت جگہوں پر کام ہو رہا ہے۔''

''او کے' اب میرا خیال ہے کہ میں بہت تھک گیا ہوں' سونا چاہتا ہوں' تم بھی سو جاؤ۔''

''یار تو واقعی ایسا ہے' یا میرے ساتھ کر رہا ہے۔ تجھے عورت سے دلچسپی نہیں' شراب تم نہیں پیتے' تمہارا کھانا پینا بھی اتنا زیادہ نہیں ہے' جیتے کیسے ہو؟'' اس نے حیرت سے پوچھا۔

''سمجھ لو کہ ان کے استعمال سے پاکیزگی نہیں رہتی' ان کے قریب نہ جانا ہی دراصل میری قوت ہے' آج میں ان کا استعمال شروع کر دوں' کل ایک چوہے کی طرح' مسل دیا جاؤں گا۔'' میں نے یوں سنجیدگی سے کہا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی' پھر بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

''مطلب' کوئی آتما شکتی کا معاملہ لگتا ہے۔ چل ٹھیک ہے' سو جا' پر مجھے جاگنا ہے۔ جب تک یہ سب معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔''

''او کے' میری ضرورت ہو تو فوراً جگا لینا۔'' میں نے کہا اور لیٹ گیا۔ وہ اٹھ کر چل دی۔ میں نے بھی لائٹ آف کی اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

اچانک ہی میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دیکھا کمرے کے ملگجے اندھیرے میں کوئی مجھ سے ذرا فاصلے پر کرسی پہ بیٹھا ہوا ہے۔ میں چند لمحے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یونہی پڑا رہا' پھر سائیڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ روشن کر دیا۔ کمرے میں روشنی ہو گئی۔ سامنے بانیتا بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

''تم سوئی نہیں ہو؟''

''نیند ہی نہیں آئی' ویسے بھی اب صبح ہونے والی ہے اور.....'' یہ کہہ کر وہ ڈرامائی انداز میں رکی' میں خاموش رہا تھا تو وہ بولی۔'' کچھ لوگ آ رہے ہیں رتن سنگھ بابا سے ملنے کے لیے۔ ممکن ہے وہ گھر کی تلاشی بھی لیں۔ اس لیے تمہیں تھوڑی دیر کے لیے' گارڈیا کوئی اور..... مثلاً ملازم بننا ہوگا' جس نے خاموش رہنا ہے' ہم یہاں سے نکل بھی نہیں سکتے' کیونکہ وہ رات سے حویلی کی نگرانی چاروں طرف سے کر رہے ہیں۔''

''ارے تمہارے لیے تو میں ملازم کیا' ملنگ بن کر بھی گلیوں میں گھوم سکتا ہوں' مجنوں صحرا کی خاک چھان سکتا ہے' رانجھا جوگی بن سکتا ہے' فرہاد.....'' میں نے خوشگوار لہجے میں کہا تو وہ ہنستے ہوئے حیرت سے بولی۔

''او خیر تو ہے..... تم ٹھیک تو ہو نا' میں نے تو رات ہی سمجھ لیا تھا کہ تم جوگی ہو' اب کیا ہو گیا۔''

''میں نے خواب میں دیکھا' تم دریا میں غوطے پر غوطہ کھا رہی ہو اور ڈوب.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ ہنستے ہوئے بولی۔

''بس کرو..... اور اب اٹھ جاؤ.....'' یہ کہہ کر وہ اٹھی اور باہر نکلتی چلی گئی۔

میں پوری طرح تیار ہو گیا تھا۔ میرے ہاتھ میں گن تھی اور میں ڈرائنگ روم کے باہر دروازے پر کھڑا تھا۔ پورچ میں یکے بعد دیگرے کئی گاڑیاں رکیں اور ان میں چند لوگ اندر آ گئے۔ دروازے پر کھڑے گارڈز نے انہیں روک لیا' جہاں ان کی تلاشی لی گئی۔ پھر انہیں آگے آنے دیا گیا۔ وہ میرے قریب سے گزرتے ہوئے اندر چلے گئے۔ تبھی دوسری طرف سے رتن دیپ سنگھ بھی آ گیا۔ ان کے بیٹھتے ہی ایک سفاری سوٹ والے ادھیڑ عمر نے کہا۔

''رتن دیپ سنگھ جی' جب ہمارے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ کسی بھی قسم کی کوئی کارروائی سے پہلے ہم دونوں ایک دوسرے کو مطلع کریں گے تو میں اسے کیا سمجھوں۔''

''سمجھنا کیا ہے' معاہدے کی خلاف ورزی تمہاری طرف سے ہوئی ہے۔ اسلحے کی اتنی بڑی کھیپ آئے اور ہماری ناک کے نیچے سے نکل بھی جائے' ایسا کیسے ممکن ہے۔'' رتن دیپ سنگھ نے سکون سے کہا۔

''دیکھیں ہم نے کاروبار تو کرنا ہے' اس میں آپ کے کسی بندے کو نقصان نہیں پہنچا' آپ کا کوئی مالی نقصان نہیں ہوا' آپ کاروبار کرتے ہیں' ہم تو کوئی مداخلت نہیں کرتے۔''

''یہ اسلحہ تم نے کن لوگوں کو فروخت کیا ہے؟ اسی سے تمہاری نیت کا اندازہ ہوتا ہے' کن کے خلاف استعمال ہونا ہے' تم اس سے بھی بخوبی واقف ہو۔'' رتن دیپ سنگھ نے پرسکون لہجے میں کہا۔ تبھی ایک دوسرے شخص نے کہا۔

''سردار جی! اس کھیپ کی ڈیل تو یہ کر رہے تھے' لیکن اس میں ملک کا مفاد ہے۔''

''سیدھا کیوں نہیں کہتے کہ اس میں رابھی ملوث ہے۔ تو یہ راکس کو مارنا چاہ رہی ہے۔ عوام کے ہاتھ میں اسلحہ دے کر آپ کیا مقصد

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ سیدھے سیدھے فورسز انہیں کیوں نہیں مار دیتی' جیسے پہلے چوراسی میں مارا تھا۔ اور پھر آپ میرے پاس کیوں آ گئے ہیں۔ یہ سب سننا.....'' اس بار وہ سخت لہجے میں بولا تھا تو ایک تیسرے شخص نے رعب دار آواز میں انتہائی بے رخی سے کہا۔

''بانیتا! اور اس کے ساتھ ایک نوجوان' وہ ہمیں یہاں لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے قتل کیا' وہ یہیں حویلی میں ہیں' ہم انہیں گرفتار کرنے آئے ہیں۔ ہمارے پاس سرچ وارنٹ ہیں اور.....''

''لگتا ہے تم پولیس میں نئے آئے ہو' یا تمہارا تبادلہ حال ہی میں یہاں ہوا ہے۔ اگر بانیتا نہ ملی' اور وہ نوجوان جس کا تم ذکر کر رہے ہو' یہاں نہ ملے تو پھر؟'' رتن دیپ نے اس قدر اعتماد سے کہا کہ وہ ایک لمحہ کو تذبذب کا شکار ہو گیا۔ تبھی پہلے والا شخص بولا۔

''رتن سنگھ جی' آپ تو خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہیں۔ شہر میں اتنا بڑا ہنگامہ ہو گیا ہے' ہمیں اوپر جواب دینا ہے' کیا کہیں گے انہیں؟ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔''

''میں یہ کہہ رہا ہوں میرے بھائی کہ میں اس معاملے کو سرے سے نہیں جانتا' کون ہے' کس نے کیا ہے یہ سب؟ آپ بانیتا کے بارے میں کیوں کہہ رہے ہیں۔ وہ دو دن سے یہاں نہیں ہے۔ آپ چاہیں تو حویلی کی تلاشی لے لیں' پھر اس کے بعد کیا ہو گا' یہ تم لوگ جانتے ہو۔ آپ لوگوں نے اوپر کیا جواب دینا ہے' میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اب آپ بتائیں کہ ناشتہ کیا کریں گے۔ انگریزی والا یا.....'' یہ کہہ کر اس نے سب کی طرف دیکھا تو پولیس آفیسر کے ساتھ بیٹھے ایک شخص نے کہا۔

''دیکھیں سردار جی! ہم رکن اسمبلی ہیں۔ ہم نے سیاست کرنی ہے' اگر ملکی مفاد اس میں شامل نہ ہوتا تو شاید میں ان لوگوں کی بات بھی نہ سنتا' اگر یہ کسی گروپ کی لڑائی ہوتی تو بھی مجھے کچھ لینا دینا نہیں تھا۔ آپ بانیتا اور اس نوجوان کو ہمارے حوالے کر دیں۔ اس نوجوان کے بارے میں شبہ ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے' بات اگر بڑھی.....''

''تو بڑھنے دیں بات رام دیال بابو! آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں۔ میں نے مانا کہ ہم نے سیاست کرنی ہے' لیکن لاشوں پر یا خون کی ہولی کھیل کر نہیں کرنی گندی سیاست۔ بانیتا کے بارے میں کہہ چکا ہوں کہ وہ یہاں نہیں ہے تو نہیں ہے' اور میں کسی نوجوان کے بارے میں نہیں جانتا۔'' رتن دیپ نے کہا تو وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے' پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

''وہ نوجوان غیر ملکی ایجنٹ ہے' اس کے شواہد مل چکے ہیں' وہ یہاں ہی نہیں' مدن لعل کیس میں بھی ملوث ہے' آپ بانیتا کو بچانا چاہتے ہیں تو بچا لیں مگر وہ نوجوان ہمیں دے دیں' کچھ تو فائلوں کا پیٹ بھرے گا۔''

''میں نے کہا نا آپ ناشتہ کیا کریں گے۔'' رتن دیپ نے بے رخی سے کہا۔

''ٹھیک ہے سردار جی' پھر ہم سے کوئی گلہ مت کیجیے گا۔ آپ نے بھی تو یہیں کاروبار کرنا ہے۔'' اس پہلے والے شخص نے اٹھتے ہوئے کہا' جس پر سردار رتن دیپ سنگھ نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ وہ اٹھا بھی نہیں اور نہ ہی انہیں الوداعی کلمات کہے' بس انہیں جاتا ہوا دیکھتا رہا' وہ سارے لوگ میرے قریب سے ہو کر باہر نکلتے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد پورچ سے گاڑیاں اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور پھر فضا خاموش ہو گئی۔ میری پوری توجہ ان

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی طرف تھی۔ اس لیے مجھے احساس ہی نہیں ہو سکا کہ رتن دیپ سنگھ کب میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا ہے۔ اس نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

''فکر نہ کرنا' میں جب تک ہوں کچھ نہیں ہوگا۔'' اس نے کہا تو میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ مسکراتا ہوا اندر کی جانب چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

میوزک کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ بانیتا کور انتہائی مختصر لباس میں آگے آگے جا رہی تھی۔ اپر لیس شرٹ جو گھٹنوں سے ذرا اوپر تک تھی' سیاہ مگر چمکتی ہوئی' برہنہ پنڈلیاں، سیاہ سینڈل' بال کھلے اور تیز میک اپ کے ساتھ سیاہ چرمی بیگ' وہ امرتسر کا مہنگا بار تھا' جہاں امیر ترین گھروں کے لڑکے لڑکیاں تفریح طبع کے لیے آتے تھے۔ اس وقت بھی وہ بار روم بھرا ہوا تھا۔ نشے میں مدہوش زیادہ تر نوجوان میوزک پر ناچ رہے تھے۔ کچھ لوگ میزوں کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ زیادہ تر جام ہی لنڈھا رہے تھے۔ ہم دونوں ایک خالی میز کے اردگرد بیٹھے ہی تھے کہ انتہائی مختصر لباس والی ویٹرس آن ٹپکی۔ بانیتا نے آرڈر دے دیا۔ یہاں آنے سے پہلے ہم میں یہ طے ہو گیا تھا کہ میں شراب نہیں پیوں گا اور نہ ہی وہاں پر گوشت سے بنی کوئی شے کھاؤں گا۔ اس کا حل مجھے بانیتا نے یہی بتایا کہ وہ پیتی رہے گی تم صرف سوڈا پینا اور نشے کی اداکاری کرنا' آگے وہ سنبھال لے گی۔ مختلف رنگوں کی روشنیاں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں۔ بانیتا محتاط نگاہوں سے ہر طرف کا جائزہ لے رہی تھی جبکہ میں کسی تھرڈ کلاس عاشق کی طرح اس کے چہرے پر دیکھ رہا تھا۔ جس وقت ہم کار میں بیٹھ کر حویلی سے نکلے تھے' اس وقت میری نگاہیں اس کے بدن میں الجھ گئی تھیں مگر اگلے ہی چند لمحوں میں خود پر قابو پاتے ہوئے اس سے پوچھ لیا کہ ہم کس مقصد سے باہر جا رہے ہیں' جہاں اتنا رسک ہے' ابھی صبح ہی وہ لوگ دھمکیاں دے کر گئے ہیں۔

''یہی تو معلوم کرنا ہے کہ وہ ہم پر ہاتھ ڈالتے ہیں یا آج ہونے والے معاہدے کی پاسداری کرتے ہیں۔''

''معاہدہ.....؟'' میں نے تجسس سے پوچھا۔

''ہاں' رتن بابا اور یہاں کے کرائم کنگ کے درمیان' اس نے را کو ضمانت دی ہے۔ معاہدہ یہ طے پایا ہے کہ وہ عوام میں اسلحہ نہیں پھیلائے گے اور نہ ہی کوئی ایسی اشتعال انگیز مہم چلائیں گے جس سے سنگھ شدت پسند بھڑک اٹھیں۔ جبکہ رتن بابا نے انہیں کھلی چھوٹ دے دی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو جس شدت پسند کو گرفتار کر لیں لیکن اس ثبوت کے ساتھ کہ وہ بھارت کے خلاف کچھ کر رہے ہیں۔''

''مطلب رتن دیپ سنگھ سیاسی اثر و رسوخ بھی رکھتا ہے۔'' میں نے کہا۔

''ہاں' اسی لیے تو فوراً اس پر ہاتھ نہیں ڈالا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتو' اب تک یہ ہندو باہیے رکے رہیں۔''

''بس اس مقصد کے لیے باہر نکلنا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''نہیں! اک پریمی جوڑے کو دیکھنا ہے وہ کیسا ہے' ہو سکا تو کچھ دیر ان کے ساتھ گزار لیں گے۔'' بانیتا نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

اس وقت وہ اس پریمی جوڑے کو تلاش کر رہی تھی۔ ویٹرس ہمارے سامنے کافی کچھ رکھ گئی تھی۔ بانیتا نے اپنے لیے جام بنایا اور مجھے صرف

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سوڈا ڈال کے دے دیا۔ میرے سامنے سلاد تھا' میں وہ کھانے لگا۔ اچانک اس کا چہرہ ساکت ہوگیا اور وہ یک ٹک دیکھنے لگی۔ چند لمحے یونہی دیکھتے رہنے کے بعد بولی۔

''مل گئے' وہ جو سرخ اسکرٹ والی لڑکی ہے' جس نے بلیک لانگ شوز پہنے ہوئے ہیں' شولڈر کٹ بال' اور اس کے ساتھ والا لڑکا' دونوں ناچ رہے ہیں۔''

''ہاں' دیکھ رہا ہوں۔'' میں نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''انہیں اپنا مہمان بناتا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے دوسرا پیگ بھی اپنے گلے میں انڈیل لیا۔ وہ کچھ دیر تک انہیں دیکھتی رہی۔ وہ یہی دیکھنا چاہتی تھی کہ ان کے ساتھ کوئی دوسرا بھی ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کھانے پینے کی طرف بھی متوجہ رہی' اچانک وہ اٹھی' میرا ہاتھ پکڑا اور ان ناچنے والے جوڑے کے درمیان جا پہنچی۔ اس نے مجھے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا تھا۔ یہ دوسرا موقع تھا جب میں نے اس کے بدن پر لگے پرفیوم کی تعریف کی تھی۔ وہ نشے میں تھی اور رومانٹک موڈ کی بھرپور اداکاری کر رہی تھی۔ وہ ناچتے ہوئے بالکل ان کے قریب چلی گئی اور ایک دم ان سے ٹکرا گئی جس سے وہ دونوں لڑکھڑا کر رک گئے' تبھی بانیتا نشے میں لڑکھڑاتی ہوئی بولی۔

''سوری..... سوری..... ویری سوری.....'' یہ کہتے ہوئے وہ انہیں اٹھانے لگی۔

''کوئی بات نہیں۔'' اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تب تک میں لڑکے کو اپنا ہاتھ دے چکا تھا' وہ میرا سہارا لے کر اٹھ گیا۔ تو بانیتا بولی۔

''نہیں' غلطی میری تھی۔''

''اوکے' میں نے کہا نا کوئی بات نہیں۔'' وہ لڑکی کافی حد تک حیرانگی سے بولی تو بانیتا نے اس کی گردن میں اپنی بانہیں حمائل کرتے ہوئے کہا۔

''تم بہت اچھی ہو' مگر میں اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گی' جب تک تم میرے ساتھ ایک پیگ نہیں لے لوگی۔ تم اور تمہارا فرینڈ' میرے ساتھ' ایک ایک پیگ۔''

''اوکے۔'' لڑکی نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا' وہ سمجھ گئی تھی کہ سامنے والی نشے میں دھت ہے۔ یونہی نہیں جان چھوڑے گی۔ وہ تینوں بار کی جانب بڑھ گئے اور میں میز پر آ کر بیٹھ گیا۔ میری نگاہیں انہی کی طرف تھیں۔ انہوں نے وہاں سے بوتل لی اور ایک طرف لگے صوفوں پر جا بیٹھے۔ وہ مجھے یوں بھول گئے تھے جیسے میں ان کے ساتھ ہوں ہی نہیں۔ دفعتاً ایک لڑکی میری جانب بڑھی اور بڑے خمار آلود لہجے میں بولی۔

''میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟''

''کیوں نہیں بیٹھو۔'' میں نے کہا تب تک ویٹرس ہمارے قریب آ گئی۔ اس نے بل رکھا' جسے میں نے ادا کر دیا۔ وہ وہاں سے سب کچھ سمیٹ کر لے گئی۔

''کچھ پینے کی آفر نہیں کرو گے؟'' اس نے کمال ادا سے کہا' جس سے بڑے بڑے لڑھک جائیں۔ وہ آدھے سے زیادہ بدن سے برہنہ تھی۔ میں فوری طور پر نہیں سمجھ پایا تھا کہ وہ کون ہو سکتی ہے' پہلا خیال یہی تھا کہ وہ کوئی کال گرل تھی' جو اپنے گاہکوں کی تلاش میں ادھر آ بھٹکی تھی۔ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم جو کچھ بھی لینا چاہو' لے سکتی ہو' بل میں دے دوں گا۔''

میرے یوں کہنے پر وہ چونک کر میری جانب دیکھنے لگی' جیسے میں نے اس کی توقع کے برعکس کچھ کہہ دیا ہو۔ چند لمحے یونہی بیٹھی رہی' پھر بولی۔

''کیا تمہیں مجھ میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوئی؟''

''نہیں کیونکہ جو شے میری نہیں' میں اس پر نگاہ نہیں رکھتا۔'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بولی۔

''تم دلجیت سنگھ ہو یا جو بھی ہو' بھاگنے کی کوشش مت کرنا' تم نے آج ہی حویلی سے نکل کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ بھاگنا چاہو گے بھی تو بھاگ نہیں پاؤ گے۔ بہت سارے لوگ تیرے انتظار میں اردگرد کھڑے ہیں۔'' اس کے لہجے میں طنزیہ آمیز نفرت تھی۔ تب میں نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے' نہیں بھاگوں گا' لیکن کیا تم مجھے اپنا تعارف کرانا پسند کرو گی؟''

''ہم اندھیروں کے راہی ہیں مسٹر دلجیت سنگھ' ہمیں خود معلوم نہیں ہوتا کہ ہمارا تعارف کیا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے بالوں کو سمیٹنے کے انداز میں اشارہ کیا۔ میں نے بڑے سکون سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

''پھر میری بھی ایک شرط ہے' جب تک تم اپنا تعارف نہیں کراؤ گی' مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جا پاؤ گی۔''

''واؤ..... اتنا اعتماد ہے تمہیں خود پر..... اٹھو..... اور چلو میرے ساتھ' ورنہ میرے ایک اشارے پر تیری کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا۔'' اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''تو لے جاؤ مجھے' اگر تم میں ہمت ہے تو' تعارف کے بغیر تو میں جانے والا نہیں'' میں نے بھی اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ میرے لبوں پر مسکراہٹ تھی' جو اسے غصہ دلانے کے لیے کافی تھی۔ بلاشبہ اس نے اشارہ کیا تھا' اس لیے دو لمبے تڑنگے نوجوان ہمارے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھانا چاہا' اس نے میرے بدن کو ہاتھ ہی لگایا تھا کہ میں نے اس کی کلائی پکڑ کر زور سے جھٹک دی۔ وہ میز پر گرا' میں نے پوری قوت سے اس کی گردن پر گھونسہ دے مارا۔ تب تک دوسرے نے کھڑی ہتھیلی میرے سر پر ماری جس سے میری آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ دوسری بار اس نے میرے منہ پر گھونسہ مارنا چاہا تو میں نے بازو سے پکڑ کر اسے بھی میز پر گرا دیا۔ تبھی دونوں ہاتھ باندھے اور اس کی گردن پر دے مارے' وہ اوخ کی آواز کے ساتھ وہیں لڑھک گیا۔ اچانک سامنے سے تین نوجوان تیزی سے بھاگتے ہوئے آئے اور آتے ہی مجھ پر پل پڑے۔ میں نے کرسی چھوڑ دی تھی۔ پھر کرسی کو گھمایا وہ ذرا سا پیچھے ہٹ گئے تو میں نے ایک کو گردن سے پکڑا' جبڑے پر گھونسہ مارا' تب تک میری پسلیوں پر ٹھوکر پڑ چکی تھی۔ ایک نے مجھے پیچھے سے قابو کیا۔ میں نے اپنا سارا وزن اس پر ڈالا اور اپنی لات گھما کر سامنے والے کو ماری' وہ چھ تھے' چھٹی لڑکی تھی' جو چیخ چیخ کر انہیں ہدایت دے رہی تھی۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں تھا' بار میں ہمارے لڑنے کا شور مچ چکا تھا۔ سیکیورٹی گارڈ ہماری طرف بھاگتے ہوئے آ رہے تھے۔ بلاشبہ انہوں نے یا تو ہمیں اٹھا کر باہر پھینک دینا تھا یا پھر پولیس کے حوالے کرنا تھا۔ میں پولیس کے ہتھے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں چڑھنا چاہتا تھا۔ سیکیورٹی گارڈ نے ہمیں الگ الگ کیا اور ہانک کر باہر لے جانے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا' جیسے ہی ہم باہر آئے 'انہوں نے بغیر کچھ کہے ہمیں سڑک پر دھکیل دیا۔ اب وہ میرے سامنے تھے اور میں اکیلا۔ مجھے بانیتا کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اب تک کیا کر رہی ہے؟ کیا وہ اب تک نشے میں دھت ہو کر حواس کھو بیٹھی ہے؟ وہ چھ کے چھ میرے سامنے تھے۔ پانچ مرد اور ایک لڑکی' بانیتا اندر ہی کہیں مصروف تھی۔ میری نگاہیں ان حملہ آوروں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ مجھے گھیرے میں لینے کے لیے دائرہ بنا رہے تھے۔ میں نے لمحے میں سوچا اور الٹے قدموں پیچھے ہٹتے ہوئے دوڑ لگا دی۔ تبھی وہ میرے پیچھے بھاگے۔ میں ایک دم ٹرن لے کر سڑک کے درمیان میں چلا گیا۔ ان میں سے دو میرے برابر چڑھ آئے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھ پر وار کرتے' میں آگے بڑھا اور پوری قوت سے گھونسہ ایک کے چہرے پر دے مارا' وہ لڑکھڑایا تب تک دوسرے نے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھائے تھے' میں نے انہیں پکڑا' اور جھٹک دیئے' وہ منہ کے بل سڑک پر گرا' میں نے پوری قوت سے اس کی گردن پر پاؤں مارا' وہ سڑک سے چپک گیا۔ سامنے والا میری طرف لپکا' میں نے اس کی ٹانگوں کے درمیان پیر مارا' وہ دہرا ہو گیا۔ میں نے اس کی گردن اپنی بغل میں لی اور جھٹکا دیا' ہلکی سی آواز کے ساتھ وہ بے دم ہو گیا۔ میں نے اسے پھینکا ہی تھا کہ وہ چاروں میرے مقابل آ گئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ شاید وہ گاڑی میں سے ریوالور لایا تھا' یا پہلے ہی اس کے پاس تھا۔ اس نے کڑک کر کہا۔

''رک جاؤ' ذرا سی حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔''

میں ایک دم سے ٹھٹک کر رک گیا۔ اب میرے لیے جائے فرار نہیں تھی لیکن سامنے کے ہاتھ میں کھلونا دیکھ کر مجھے ذرا سا اطمینان ہوا تھا۔ میں نے خود پر قابو پایا اور اسی کے لہجے میں بولا۔

''تم کون ہو اور ایسے کیوں بدمعاشی کر رہے ہو؟''

''بہت ہو چکا دلجیت! تم نے بانیتا کے ساتھ بہت موج کر لی' اب ذرا ہمارے مہمان بنو۔'' ان میں سے ایک نے کہا تو میں نے پورے اعتماد سے پوچھا۔

''میں پوچھتا ہوں کون ہو تم؟''

''چور کے چور..... اور سپاہی کے سپاہی..... تمہیں کیا چاہیے؟'' ان میں سے ایک نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں بتاتی ہوں کہ تم کون ہو؟'' ان کے پیچھے سے بانیتا کی آواز آئی تو انہوں نے چونک کر دیکھا' وہ پسٹل لیے کھڑی تھی' یہی ایک لمحہ تھا میں نے چھلانگ لگائی اور ریوالور والے پر جا پڑا' اس کا ریوالور چھینا تو ہم دونوں سڑک پر جا گرے۔ میں نے اٹھنے میں دیر نہیں لگائی۔ ورنہ ہمیشہ کے لیے وہیں پڑا رہ جاتا' میں نے انہیں کور کر لیا تھا۔ ''دلجیت! انہیں باندھو یا پھر گولی مار دو۔''

بانیتا کے اس ''حکم'' میں یہی تھا کہ انہیں محض ڈرانا ہے' باندھنے یا گولی مارنے کی منطق عجیب سی تھی۔ میں نے ریوالور میں گولیاں چیک کیں' پھر ان کی طرف سیدھا ہی کیا تھا کہ انہوں نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

''تمہارے آقا ہمیں ہمارے گھر میں آ کر دھمکیاں دیں اور تم لوگ ہمیں بیچ سڑک کے گھیرو..... اور پھر ہم جانے دیں۔ ارے میں رتن

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بابا کو کیا جواب دوں گی' یہ کہتے ہوئے اس نے فائر کرنا شروع کر دیا۔ وہ نچلے دھڑ میں گولیاں مار رہی تھی۔ میں نے بھی سڑک پر پڑے دونوں کی رانوں میں گولیاں اتاریں اور بھاگ کھڑا ہوا۔ کچھ فاصلے پر ہماری گاڑی کھڑی تھی' میں نے پچھلا دروازہ کھولنا چاہا تو بانیتا تیزی سے بولی۔ ''آگے ..... دلجیت آگے بیٹھو۔''

میں نے دیکھا' پچھلی سیٹ پر وہ جوڑا بے ہوش پڑا تھا۔ جیسے ہی گاڑی چلی تو میں نے پوچھا۔

''یہ کیا ہے؟ کیسے کیا تم نے.....؟''

''بس ایک ذرا سی نشیلے پاؤڈر کی چٹکی اور یہ غنڈ غوں..... یہ سارے اس کے سیکیورٹی گارڈ تھے۔ میں تو کب کا انہیں لے کر یہاں گاڑی میں ان کے بے ہوش ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔'' یہ کہہ کر وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ''یہ سب اس وقت ہوا' جب سیکیورٹی والوں نے تم لوگوں کو دھکے دے کر بار سے باہر پھینکا۔''

''یہ تم نے پلان کیا تھا؟'' میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''جی..... میں نے اور اگر میں تجھے بتا دیتی تو پھر نہ تم ایسے لڑتے اور نہ ہی اس میں فطری پن ہوتا' اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اب ان لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہوگا کہ ان پرندوں کو اغوا کس نے کیا ہے؟'' اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو میں نے مسکراتے ہوئے داد دینے والے انداز میں کہا۔

''واقعی بانیتا! تمہاری کھوپڑی میں شیطان کا دماغ ہے۔''

''لیکن تم ہو کہ میری صلاحیتوں کا فائدہ ہی نہیں اٹھا رہے ہو ظالم۔'' اس نے آنکھ مارتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا تو میں نے سامنے سڑک پر دیکھتے ہوئے صلاح دی۔

''دھیان سے گاڑی چلاؤ۔''

چونکہ مجھے امرتسر کی سڑکوں کے بارے میں اتنا معلوم نہیں تھا اس لیے خاموشی سے دیکھتا رہا کہ وہ کدھر جاتی ہے' کچھ دیر بعد جب وہ اندرون شہر جانے کی بجائے شہر کے باہر والے راستے پر ہو لی تو میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''بانیتا! کدھر کدھر جا رہی ہو' کیا ارادے ہیں؟''

''بابا کے ایک دوست ہیں' ہم ان کے فارم ہاؤس پر جا رہے ہیں اکثر وہیں جاتے ہیں۔ اب پتہ نہیں ان پرندوں کے لیے کتنے دن لگ جائیں۔ سو ہم ادھر رہیں گے۔ انہیں ہم نے اغوا کیا ہے اور اس کے عوض بہت کچھ ان سے لینا ہے۔''

''بہت کچھ..... کتنی رقم.....'' میں نے پوچھا تو وہ بولی۔

''او نہیں بابا! رقم نہیں لینا' کچھ دوسری ڈیل کرنا ہے۔'' اس نے کہا تو میں خاموش رہا۔

تقریباً ایک گھنٹہ مسلسل ڈرائیونگ کے بعد ہم امرتسر شہر سے باہر ویرانے میں آ گئے۔ میرے خیال میں وہ ترن تارن کی طرف جانے والا راستہ تھا' جس سے اتر کر ہم ذیلی سڑک پر آئے تھے' پھر اس کے بعد کافی دیر ڈرائیونگ کے بعد ہم ایک فارم ہاؤس میں جا پہنچے۔ وہ ہمارے انتظار میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھے۔ پھاٹک کھلا تو وہ پورچ میں نہیں رکی بلکہ آگے چلتی چلی گئی۔ کھیتوں کے درمیان کچے راستے پر چلتے ہوئے اچانک سرکنڈے آ گئے۔ ویران سی جگہ جیسے جنگل ہو اس کے درمیان درخت اور تین جھونپڑیاں تھیں' وہاں جا کر یہی لگتا تھا کہ جیسے ہم کسی فارم ہاؤس کے درمیان میں نہیں بلکہ کسی جنگل میں آ گئے ہیں۔ ان تینوں جھونپڑیوں کے پاس اس نے گاڑی جا روکی' پھر ایک طویل سانس لے کر بولی۔

''دلجیت! ان پرندوں کو اتارنے میں مدد کرو۔''

''او کے۔'' میں نے کہا اور پہلے لڑکے کو اٹھایا اور اسے جھونپڑی میں ڈالا' پھر لڑکی کو لانے کے لیے مڑا تو اسے بانیتا اٹھا کر لے آئی۔ اس نے آتے ہی جھونپڑی میں موجود لالٹین جلائی' پھر تھیلے سے لائٹ نکال کر بولی۔

''اب ان کا ذرا دھیان رکھنا' میں یہاں قریب ہی میں گاڑی کھڑی کر کے آئی۔'' یہ کہہ کر میری سنے بغیر وہ پلٹ گئی۔ گھاس پھوس اور دھان کی ''پرالی'' کا ڈھیر تھا' جس پر ان دونوں کو لٹایا ہوا تھا۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔

میں نہیں جانتا تھا کہ ان دونوں کو کیوں اغوا کیا گیا ہے جو مقصد بھی ہوگا سامنے آ جائے گا' لیکن ان لوگوں کو چھپانے کے لیے جو جگہ منتخب کی گئی تھی' وہ بہت لاجواب تھی۔ بالکل ہی جنگل کا ماحول لگتا تھا۔ میں اس بندے کی سوچ کو داد دے رہا تھا جس کے ذہن میں ایسا خیال آیا تھا۔ انسان کیسا ہے' چند فٹ کے فاصلے پر یا پھر اگلے لمحے کے بارے میں نہیں جانتا' ایسی ہی اوٹ پٹانگ سوچیں میرے دماغ میں پھر رہی تھیں کہ بانیتا واپس آ گئی۔ اس نے لائٹ کا رخ ان دونوں کی طرف کر دیا۔

''ارے' ان دونوں کو ہوش میں نہیں لائے' تھیلے میں پانی تھا یار۔''

میں نے تھیلا کھولا' اس میں سے پانی کی بوتل نکالی اور پھر ان دونوں کے منہ پر چھینٹے مارے۔ وہ کسمساتے ہوئے اٹھ گئے۔ تبھی لڑکی نے حیرت سے پوچھا۔

''ہم کہاں ہیں؟''

''ہم جنگل میں ہیں اور تم دونوں کو ہم نے اغواء کر لیا ہے۔ چیخنے' چلانے' شور مچانے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا' بھاگنا چاہو گے تو ارد گرد بہت سارے درندے ہیں چیر پھاڑ کر کھا جائیں گے۔ سو تم وہی کرو گے جو ہم کہیں گے۔ لہٰذا سکون سے سو جاؤ۔'' بانیتا نے اسے کہا تو حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ تبھی لڑکے نے پوچھا۔

''کون لوگ ہو تم' اور کیوں کیا ہے ہمیں اغواء؟''

''بچے' تمہارا سوال فضول نہیں ہے' تمہیں یہ پوچھنے کا پورا پورا حق ہے لیکن تمہارے ان دونوں سوالوں کا جواب تمہارے باپ کو دینا ہے' بلکہ انہیں بتانا ہے کہ ہم کون ہیں اور تم دونوں کو کیوں اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس لیے کوئی سوال مت کرو' سکون سے سو جاؤ۔ نہیں نیند آتی تو اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ وقت گزارو اور اگر دماغ میں کسی قسم کا کیڑا آیا تو میں وہ ریوالور کی گولی سے نکال دوں گی' سمجھے۔'' بانیتا نے بظاہر ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا تھا مگر لہجے میں سفاکیت پوری طرح موجود تھا۔ اس نے تھیلے میں سے ٹن پیک سوڈا نکالا اور اس کی طرف پھینک دیا' پھر لڑکی کی طرف اور ایک مجھے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دے کر اپنا ٹن کھول لیا۔ تبھی لڑکے نے ٹن واپس پھینکتے ہوئے کہا۔

''اتنا تو میں جانتا ہوں کہ تم لوگ پاپا کو بلیک میل کرو گے' لیکن یہ نہیں جانتے کہ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں مر گیا' تب تمہاری کوئی.....'' لفظ ابھی اس کے منہ ہی میں تھے کہ بانیتا نے اپنا ٹن کھینچ کر اس کے منہ پر مارا' جو اس کے ماتھے پر لگا' اس کے ساتھ خون نکل آیا۔

''ارے بھڑوے کی اولاد' تو نے کیا مرنا ہے' میں تجھے خود مار دوں گی' چل اٹھ۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھی' ریوالور سیدھا کیا تو لڑکی چیخ پڑی۔

''بھگوان کے لیے ایسا مت کرنا دیدی' میں سمجھا لوں گی اسے..... آپ پلیز.....''

''دیکھ تیری گرل فرینڈ تیرے ساتھ کتنی محبت کرتی ہے' چل سو جا اب' صبح بات کریں گے۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے نیا ٹن نکالا اور پینے لگی۔

ہم دونوں جھونپڑی سے باہر نکل آئے۔ ذرا دور اندھیرے میں ایک درخت کے تنے پر بیٹھتے ہوئے میں نے پوچھا۔

''یہ کیا ڈرامہ ہے بانیتا! لگتا ہے لمبی پلاننگ کی ہوئی ہے تم نے؟''

''شاید تمہارے ذہن میں ہو' جس نے صبح بتایا تھا کہ وہ ''را'' ہے' وہ اس لڑکے کا باپ ہے۔ اس بے غیرت نے کچھ جگہوں پر چھاپے مارے ہیں اور اسلحہ سمیت بندے پکڑ لیے ہیں۔ اس کا رتن بابا سے مطالبہ ہے کہ مجھے اور تجھے اس کے حوالے کر دے۔ اب سمجھو' سیدھا سیدھا ''را'' کے ساتھ معاملہ ہو گیا ہے۔''

''وہ بھارت کی خفیہ ایجنسی اور اس کے وسائل..... رتن دیپ سنگھ' وہ کیا کر پائے گا؟'' میں نے تشویش سے پوچھا۔

''کچھ بھی نہیں' اس نے تو کچھ بھی نہیں کرنا' بس اب مختلف تنظیمیں حرکت میں آئیں گی' اگر ''را'' واقعتاً ان کے ساتھ لڑنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے' ہم تو پہلے ہی حالت جنگ میں ہیں اب ''را'' جو مرضی کرے' وہ جو چنگاریاں اب شعلہ بننے جا رہی ہیں' انہیں آگ لگانے سے کوئی نہیں روک پائے گا۔ اب ہماری منزل صرف اور صرف خالصتان ہے اور بس.....'' بانیتا نے یوں کہا جیسے وہ اپنا سب کچھ وار چکی ہے۔

''ان کے ساتھ ڈیل کیسے ہو گی' فون کے ذریعے وہ ہماری لوکیشن کا اندازہ۔'' میں نے کہا تو وہ تحمل سے بولی۔

''ڈیل کہیں اور ہو رہی ہے' ہمیں بس اتنا حکم ملنا ہے' مار دو یا چھوڑ دو بس.....'' یہ کہہ کر وہ تنے پر لیٹ گئی۔ اس کا سر میری ران پر تھا۔ میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔ وہ میرے لیے ایک لڑکی نہیں' حریت پسند تھی' آزادی چاہنے والا کوئی بھی ہو' میں اس کی دل سے قدر کرتا تھا۔

''اگر تمہیں نیند آ رہی ہے تو تم سو جاؤ' میں جاگ رہا ہوں اور ان کا.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ میری بات کاٹتے ہوئے بولی۔

''مجھے نیند نہیں آتی دلجیت' نجانے کتنے سال ہو گئے ہیں' نیند کو ترس گئی ہوں۔ تیرے سامنے شراب بھی پی ہے' بس خمار سا آتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے۔''

''کیوں ہے ایسا؟'' میں نے پوچھا۔

''میں جب بھی سوتی ہوں تو میرے خواب میں میرے ویر' میری ماں اور میرا باپو' ان سب کی لاشیں صحن میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں' اور میں ان کے پاس بین کر رہی ہوتی ہوں.....'' وہ جذباتی لہجے میں بولی' پھر ایک دم چونکتے ہوئے بولی۔ ''دیکھو وہ (غلیظ گالی دیتے ہوئے) باہر نکلنے کی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کوشش کر رہا ہے۔''

میں نے فوراً اس طرف دیکھا تو وہ لڑکا جھونپڑی سے باہر کھڑا محتاط نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا' اسے یہ خیال ہی نہیں تھا کہ لالٹین کی چھنتی ہوئی روشنی اس پر پڑ رہی ہے۔ میں بے آواز قدموں سے بڑھا' وہ لڑکا تیز قدموں سے چل پڑا تھا۔ میں نے پیچھے سے جا کر پکڑ لیا۔ تبھی اس نے ایک زوردار گھونسہ میرے جبڑے پر مارا' بلاشبہ وہ لڑنے کے فن سے آشنا تھا اور پھر اس وقت وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میری پسلی میں گھونسہ مار دیا۔ میں ایک قدم لڑکھڑا گیا۔ وہ پورے جوش سے میری طرف بڑھا۔ اس نے جھکائی دی اور کھڑا ہاتھ میرے کاندھے پر مارا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کر سکا۔ میں نے اس کی گردن دبوچ لی' پھر یونہی اوپر اٹھا کر زور سے زمین پر دے مارا۔ تین چار ٹھوکروں ہی سے وہ ساکت ہو کر رہ گیا۔ میں اسے گھسیٹتا ہوا جھونپڑی میں لے آیا۔ میں نے تھیلے میں سے رسی نکالی اور اسے باندھ دیا۔ لڑکی یہ سب دیکھتے ہوئے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ میں نے اسے بھی باندھا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ تبھی بانیتا نے اندر آ کر کہا۔

''دلجیت تم سو جاؤ' میں جاگ رہی ہوں۔''

میں وہیں گھاس پھوس پر سیدھا ہوا' پھر کچھ دیر بعد پتہ ہی نہیں چلا کہ میں کہاں ہوں۔

☆ ☆ ☆

وہ رات اور اگلا دن گزر گیا۔ اس جوڑے کا دم خم نکل چکا تھا۔ لڑکی تو پہلے ہی سہمی ہوئی تھی۔ لڑکے نے دوپہر کے بعد بانیتا سے مار کھائی تو تب سے پرسکون تھا۔ تھیلے میں پڑی خشک خوراک اور بسکٹ کھاتے ہوئے وہ دن گزرا تھا۔ اس وقت مغرب ہونے کو تھی' اندھیرا آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا۔ جب بانیتا کا فون بول اٹھا۔ اس نے اسکرین پر نمبر دیکھے' پھر اسپیکر آن کر کے بولی۔

''ہوں' بولو کیا بات ہے؟''

''ان دونوں کو چھوڑ کر تم لوگ آ جاؤ' لیکن حویلی میں نہیں۔'' کسی مرد نے بھاری آواز میں کہا۔

''خیریت تو ہے نا..... ڈیل.....؟'' اس نے پوچھا۔

''ہو گئی ہے' سب بندے آ گئے ہیں' پر اسلحہ نہیں' وہ سب رتن بابا کے پاس بیٹھے ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے حویلی کے باہر کیا' پورے شہر میں فلیڈنگ کرنی ہے۔ اس لیے تم لوگ نکلو' ان پرندوں کو دوسرے لوگ ترن تارن میں چھوڑ دیں گے۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''او کے' بندے بھیجو۔'' بانیتا نے کہا اور فون بند کر دیا۔ پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ ''لے بھئی دلجیت ہمارا یہ آپریشن کامیاب رہا' لیکن اس سے بڑھ کر ہمارا حویلی جانا کسی مشن سے کم نہیں ہے۔''

''مگر وہ تو کہہ رہا ہے کہ حویلی نہیں.....'' میں نے پوچھا تو وہ ہنس دی۔

''تم دیکھنا ہم حویلی ہی جائیں گے۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھی اور کچھ دور پڑے ان دونوں کے پاس چلی گئی۔ کچھ دیر ان سے باتیں کرتی رہی' تبھی دو نوجوان آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ بانیتا نے مجھے چلنے کا اشارہ کیا۔ ہم وہاں سے پیدل چلتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ایک شیڈ کے تلے کھڑی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گاڑی تک جا پہنچے۔ یہ وہ نہیں تھی جس پر ہم آئے تھے بلکہ دوسری تھی جس پر امرتسر شہر کے مضافات میں پہنچتے ہوئے ہمیں کافی رات ہوگئی۔

ہم بڑے سکون سے باتیں کرتے ہوئے آئے تھے۔ جس میں ایک بات جو میرے ذہن میں کھٹک رہی تھی وہ یہ تھی کہ جب "را" کو معلوم ہوگیا ہے کہ یہ ساری کارروائی کے پیچھے رتن بابا ہے تو پھر اب تک وہ اس پر ہاتھ کیوں نہیں ڈال رہے تھے یہی بات جب میں نے بانیتا سے پوچھی تو وہ بولی۔

"را کو تو بہت دیر سے معلوم ہے اور میری فائل تیار ہے لیکن وہ اس لیے ہاتھ نہیں ڈال رہے کہ رتن بابا کوئی ایک خاص تنظیم سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کے پیچھے بہت ساری تنظیمیں ہیں رتن بابا کو وہ چھیڑیں گے انہیں ختم کردیں گے یا جیل بھیج دیں گے تو اس کی جگہ کوئی دوسرا رتن بابا آجائے گا۔ کام تو چلے گا لیکن اس دوران ان کا کتنا نقصان ہوگا وہ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔" اس نے بڑے جذباتی انداز میں کہا تو میں خاموش ہوگیا۔ ہر بندہ کوئی نہ کوئی ذاتی مفاد رکھتا ہے کون کیا ہے کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔

ہماری منزل ایک دومنزلہ پرانا سا گھر تھا جس کو اچھی طرح سجایا سنوارا ہوا تھا۔ بانیتا نے کار باہر ہی کھڑی رہنے دی اور ہم اندر چلے گئے۔ اس گھر میں کافی سارے لوگ تھے۔ پورا خاندان آباد تھا۔ ہم کچھ دیر ان کے پاس رہے پھر ایک کمرے میں چلے گئے جو قدرے ہٹ کر آخری سرے پر تھا۔ وہ کمرہ پرانی چیزوں سے بھرا ہوا تھا۔ بانیتا نے کچھ چیزیں ادھر ادھر کیں پھر فرش کو دبا کر ریلنگ والا ڈھکنا اندر کی طرف کردیا۔ وہاں ایک خلا بن گیا۔ مجھے پیچھے آنے کا اشارہ کرکے وہ نیچے اتر گئی۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر زیرو پاور کے بلب روشن تھے۔ ہم سیڑھیاں اتر کر سرنگ میں چلتے چلے گئے۔ تقریباً فرلانگ بھر چلے ہوں گے کہ ہمیں سیڑھیاں دکھائی دیں اس پر چڑھے اور ایک کمرے میں نکل آئے۔ وہ حویلی ہی کا ایک کمرہ تھا۔

"مطلب..... وہ گھر حویلی کے پچھواڑے تھا؟" میں نے تصدیق چاہی تو بانیتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میں اپنے کمرے میں گیا فریش ہوا اور لمبی تان کر سو گیا۔

اس صبح میں معمول کے مطابق جلدی اٹھ گیا۔ میں خوب جی بھر کے فریش ہوا سفید کرتا اور پاجامہ پہنا۔ میں صوفے پر بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ حویلی کے ملازمین میں سے ایک نے آکر مجھے بتایا کہ اوپر چھت پر رتن دیپ سنگھ میرا انتظار کررہا ہے۔ میں فوراً ہی اٹھ گیا۔ میں جب وہاں پہنچا تو رتن دیپ سنگھ کے ساتھ ایک اور بوڑھا سکھ بیٹھا ہوا تھا جو مجھے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ سامنے میز مختلف کھانوں سے بھری پڑی تھی۔ میں ان کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ تب رتن دیپ سنگھ نے پرشوق نگاہوں سے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"دلجیت سنگھ جی یہ ہمارے بہت ہی محترم گیانی پرونت سنگھ جی ہیں۔ یہاں بڑی مدت بعد تشریف لائے ہیں جب میں نے تمہارے بارے میں بتایا تو بڑے شوق سے ملاقات کرنا چاہی۔"

"آپ کے لیے محترم ہیں تو میرے لئے بھی سر آنکھوں پر میں حاضر ہوں جی۔" میں نے ادب سے کہا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر مجھے دعائیں دیں پھر بولے۔

"انسان گیان دھیان بھگوان اور نروان..... یہ سب ایک مالا میں سمجھو موتی جس کے آخری سرے پر پہلا سرا آن ملتا ہے۔ پہلا اور آخری سرا ملتا ہے تو سبھی ایک ہوجاتا ہے۔ بندہ رب رب کرتا ہے جبکہ رب اس کے پاس ہوتا ہے۔ رب کو پانے کے لیے اپنی تلاش کرنا پڑتی ہے واہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گرو کی مہر ہے تم پر' تیرے مقدر کا ستارہ بڑے عروج پر ہے۔ تو بھی کسی گیانی سے کم نہیں۔''

''بابا جی! مجھے تو ان باتوں کی سمجھ ہی نہیں ہے' کہاں میں اور کہاں گیان' شاید وقت نے مجھے انسان بننے کی بھی مہلت نہیں دی۔ ورنہ یوں درندوں کی طرح دنیا کے اس جنگل میں نہ بھٹکتا۔'' میں نے اپنی طرف سے بڑی عاجزی سے کہا۔

''جو چیز جتنی نایاب ہوتی ہے' اتنی ہی مشکل سے ملتی ہے' بڑی شے چھوٹے برتن میں تو نہیں سما سکتی نا۔ تم نہ سمجھو' لیکن سمجھانے والے تو تجھے سمجھا رہے ہیں۔ تیرا وقت شروع ہو گیا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کب تو نچاتے نچاتے خود ناچنے لگتا ہے۔'' گیانی نے یہ لفظ کہے تو مجھے روہی کے بابا یاد آ گئے جنہوں نے مجھے قلندر ہونے کے بارے میں کہا تھا۔ میں چونک گیا' کچھ کہنا چاہا تو گیانی مسکرا کر بولے۔ ''ارے بیٹا! ابھی تجھے نچانا نہیں آیا' ابھی تو خود ناچنا سیکھ رہے ہو' پھر کہیں جا کر نچاؤ گے' اور پھر تیرا رقص شروع ہو گا اور رقص بھی ایسا کہ تیرا اپنا لہو گواہی دے گا' اس زمین پر اپنا نشان ثبت کرے گا۔ کیونکہ شہید کا لہو جب تک زمین پر نہیں گرتا' گواہی مکمل نہیں ہوتی۔'' گیانی نے انتہائی جذب میں کہا تو میں پھر بات نہیں کر سکا۔ وہ شاید مستقبل کی پیشگوئی کر رہا تھا' یا پھر کوئی اور ہی اشارے دے رہا تھا۔ میں خاموش رہا تو وہ بولا۔ ''چلو، میں تمہیں ایک دوسری بات سمجھاتا ہوں' ہرمندر صاحب' واہ گرو کی مرضی ہے' اس کا پوتر استھان ہے' لیکن لاہور سے بلایا گیا' حضرت میاں میر بالا پیر کو، انہوں نے سنگ بنیاد رکھا' اینٹ جان بوجھ کر اُلٹی رکھی۔ پتہ ہے تمہیں اس واقعے کا؟''

''جی معلوم ہے۔'' میں نے ادب سے کہا۔

''ہوا یوں کہ مستری نے جلدی سے وہ اینٹ اکھاڑ کر سیدھی کر دی۔ جس پر گرو ارجن نے بہت افسوس کیا کہ اب یہ ہرمندر بنتا ہی رہے گا، اب اس کے جتنے بھی معنی نکلیں' میری سمجھ میں ایک بات آتی ہے' اس خطے میں' سکھ اور مسلمان ہی وہ قومیں ہیں جو ایک رب کو مانتی ہیں۔ مسلمان کہتا ہے اللہ واحد' اس کا کوئی شریک نہیں' سکھ کہتا ہے' اک اونکار بس رب ہی ہے۔ گرو کو تب پتہ تھا کہ آنے والے وقت میں سکھوں کو مسلمانوں کی مدد کی ضرورت رہے گی۔ ان کے بغیر نہیں چل سکتے۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو انہی سکھوں کی وجہ سے ہو گی۔ اور وقت نے ثابت کیا۔ تقسیم مسلمان نہیں ہم ہوئے ہیں۔ جنم استھان پاکستان میں تو ہرمندر صاحب' بھارت میں۔ اس میں سراسر بے وقوفی اس دور کے سکھ لیڈروں کی تھی۔ جب تک سکھ، مسلمان کے ساتھ مخلص نہیں ہو گا' تب تک اس پر یونہی عتاب نازل ہوتا رہے گا۔ یہ واہ گرو کی مرضی ہے۔ یہاں بھارت میں سکھوں نے قتل عام کیا' کسی نے پوچھا تک نہیں' پاکستان میں کسی سکھ کو کوئی نقصان نہیں ہوا' حالانکہ مہاجرین کے ساتھ جو سلوک سکھوں نے کیا' اس کی نفرت تیسری نسل تک منتقل ہو چکی ہے۔'' یہ کہہ کر وہ چند لمحے خاموش رہا' پھر رتن دیپ سنگھ کی طرف دیکھ کر بولا۔ ''بابا' یہ تیرا مہمان ہے' سیوا کر اس کی۔ اور جو تیرا دل کرتا ہے کر یہاں' تیری طرف کوئی ٹیڑھی آنکھ سے دیکھے گا بھی نہیں۔''

''میں نے کیا کرنا ہے جی' گرو جو حکم دیں گے۔'' رتن دیپ نے احترام سے کہا تو وہ میری طرف دیکھ کر بولا۔

''جمال پتر! کوئی بات پوچھنی ہے تو پوچھ لے مجھ سے۔'' گیانی نے گہری سنجیدگی سے کہا تو میں ایک لمحے کے لیے چونک گیا۔ کیا رتن دیپ نے اسے میرا نام بتا دیا تھا۔ میں نے رتن دیپ سنگھ کی طرف دیکھا تو اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تبھی ان لمحات میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مجھے خیال آیا کہ میں ان سے جلیانوالہ باغ اور امرتسر جنکشن پر ہونے والی کیفیت کے بارے میں پوچھ لوں' لیکن نجانے کیوں لفظ منہ پر آتے ہی رک گئے۔ میں باوجود کوشش کے اس سے پوچھ ہی نہیں سکا۔ اتنے میں بانیتا آ گئی۔ اس نے ہلکے کاسنی رنگ کی شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی' آنچل گلے میں تھا' اسی رنگ کا جوتا' کھلے بال اور حسب معمول میک اپ سے بے نیاز چہرہ۔ اس نے آتے ہی فتح بلائی اور بڑی بے تکلفی سے میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تو رتن دیپ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ کھانے کے بعد جب برتن اٹھا دیئے گئے تو پھر سے گپ شپ ہونے لگی۔ رتن دیپ نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہاں بھارت میں پنڈت اور پروہت جو طاقت رکھتے ہیں' شاید ہی کوئی ان جیسی طاقت رکھتا ہو۔ بڑے سے بڑا سیاست دان' بزنس مین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ' ان کی آشیرواد کے بغیر کچھ نہیں کرتے۔ ان میں سے بہت سارے جرم کی دنیا کے ڈان ہیں۔ جیسے ممبئی میں بال ٹھاکرے ہے اور اس جیسے ہر شہر میں موجود ہیں جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' ہو یا کوئی دوسری خصوصی فورس ہو' کسی بھی شعبہ کی خفیہ ہو' ان میں تین طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں' ایک وہ جو خود جرائم پیشہ ہیں اور انہی ڈان کے آلہ کار ہیں' دوسرے وہ جو صرف پیسہ اور طاقت کی زبان سمجھتے ہیں اور تیسری قسم محب وطن لوگوں کی ہے جو اپنے پیشے سے مخلص ہیں۔ یہ تیسری قسم بہت کم ہے' ایودھیا کا واقعہ ہو یا گجرات کا۔ یہ پہلی اور دوسری قسم کے لوگوں کی وجہ سے ہوا۔ یہ ساری تمہید میں نے اس لیے باندھی ہے کہ تمہیں بتا سکوں کہ یہاں رہتے ہوئے تم نے جو کچھ کیا ان میں محب وطن کم اور ڈان لوگ زیادہ شامل ہیں۔ جرم کی یہ دنیا فقط اس ملک تک نہیں' پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ خیر' ایسا ہی ایک آشرم اس شہر میں بھی موجود ہے۔ جس کا سربراہ ایک پنڈت ہے' یوگی مشہور ہے' اس کا گروہ' پنجاب میں پھیلا ہوا ہے' منشیات سے لے کر اسلحہ پھیلانے تک اور لڑکیوں کی سمگلنگ میں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔''

''کیا کرنا ہے اس کے ساتھ۔'' میں نے اتنی طویل تمہید سے اکتاتے ہوئے پوچھا۔

''اس کے سارے نیٹ ورک کی تفصیل بانیتا کے کمپیوٹر پر ہے' وہ وہاں سے سمجھ لینا۔ اس پنڈت کے خفیہ رازوں تک پہنچ کر اس کا راز فاش کرنا ہے' اور اس کی اصل طاقت دو لوگ ہیں' انہیں ختم کرنا ہے' وہ ویسے ہی ختم ہو جائے گا۔'' رتن دیپ سنگھ نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو میں نے پوچھا۔

''کیا وہ سکھوں کے خلاف ہی کام کر رہے ہیں یا؟''

''یہی، ہمارے لیے یہی اہم نکتہ ہے۔ وہ جرم کی دنیا میں بہت کچھ کرتے چلے جا رہے تھے' لیکن ہم نے انہیں کچھ نہیں کہا لیکن اب پورے پلان کے ساتھ' جس میں ''را'' کی پوری آشیرواد شامل ہے۔ وہ سکھوں کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ مختلف جگہوں پر چھوٹے چھوٹے اڈے بنا کر انہیں جنسی ماحول فراہم کیا جاتا ہے اور وہیں سے سکھ لڑکیوں کو ورغلایا جاتا ہے۔ ان میں ترنکاری سکھ پوری طرح ملوث ہیں۔'' اس نے تفصیل بتا دی تو میں نے بانیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔

''چلو' دکھاؤ تفصیل کیا ہے' پھر پلان کرتے ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''پلان تو میں نے کرلیا ہے' مزید تم بتا دینا' آؤ' میں تمہیں دکھاتی ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ گئی۔ تو میں بھی اس کے ساتھ اٹھ گیا۔

میں پہلی بار اس کے کمرے میں گیا تھا۔ کمرے کی ترتیب اور سجاوٹ دیکھ کر میں اس کی نفاست کا قائل ہوگیا۔ وہ لیپ ٹاپ کھول کر بیڈ پر بیٹھ چکی تھی اور میں اس کے ساتھ بیٹھ کر اسکرین پر نگاہیں گاڑے ہوئے تھا۔ آشرم کی پوری تفصیل بتانے کے بعد اس نے ایک تصویر دکھائی جس میں ایک بوڑھا سفید ریش' مونچھیں اور لمبے بالوں اور سرخ چہرے والا دکھائی دیا۔ اس کے گلے میں مالائیں اور پیلے رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔

''یہ پنڈت دیارام ہے' اس آشرم کو چلانے والا اور مالک۔'' یہ کہہ کر اس نے دوسری تصویر دکھائی۔ ''یہ پرکاش بادل عرف بجوا ہے۔'' تیسری تصویر دکھاتے ہوئے بولی۔ ''یہ دیپکا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا اور بولی۔ ''یہی تکون ہے' جس پر یہ آشرم چل رہا ہے۔ یہ تینوں بہت سفاک ہیں اور.....''

''پلان کیا ہے تمہارا؟'' میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

''پرکاش اور دیپکا کو اڑا دیا جائے۔ یہ دونوں آشرم سے باہر ہوتے ہیں زیادہ تر' اندر کا انتظام دیپکا کے ذمے ہے اور باہر کا پرکاش دیکھتا ہے۔'' وہ پوری سنجیدگی سے بولی۔

''اب تک کیوں نہیں اڑا سکے انہیں۔''

''یہ ہتھے ہی نہیں چڑھتے' صاف بات یہ ہے' تینوں اکھٹے نہیں ہوتے' فون پر رابطہ ہے' ایک کو ماریں گے تو باقی الرٹ ہوجائیں گے۔ پھر ابھی تک براہ راست ٹکراؤ نہیں تھا۔ اب پتہ چلا کہ اسلحے کی اس ساری گیم کے پیچھے ان لوگوں کا ہاتھ ہے۔ وہ رتن بابا کو ٹریپ کرنا چاہ رہے تھے۔ اب تو انہیں مارنے کا حق بنتا ہے۔'' اس نے کہا تو میں چند لمحے سوچتا رہا پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

''تم ایسے کرو' جاؤ کچن میں اور چائے بنا کر لاؤ اپنے ہاتھوں سے' اٹھو۔''

''تمہیں چائے چاہیے نا' وہ ابھی آجاتی ہے۔'' اس نے حیرت سے کہا۔

''میں تمہارے ہاتھ کی پینا چاہتا ہوں' لیکن خدارا ابھی اس میں زہر مت ملوانا' میں ابھی تمہارے بہت کام آنے والا ہوں۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ زیر لب گالی بکتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی۔ میں نے لیپ ٹاپ اٹھایا اور دوبارہ آشرم سے متعلق جو فلمیں تھیں وہ دیکھیں' ایک نقشہ تھا' اسے سمجھا اور پھر نیٹ کھول کر اپنا ای میل باکس دیکھا۔ روہی کی طرف سے کچھ نہیں تھا۔ میں نے اسے بند کیا تو وہ چائے لے کر آگئی۔

''یہ لو' اس چائے میں خلوص بھی شامل ہے' ہمارے رسوئیے کا۔''

''مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ تم سے ڈھنگ کا کوئی کام نہیں ہوگا۔ اب یہ چائے تم پیو۔'' میں نے کہا اور اٹھتے ہوئے بولا۔ ''تیار ہو کر میرے کمرے میں آجانا' دیارام کے آشرم چلیں۔''

''ابھی۔'' اس نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں' ابھی۔'' میں نے کہا اور باہر نکلتا چلا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دوپہر ڈھل رہی تھی جب ہم جالندھر روڈ پر موجود آشرم جانے والی سڑک پر مڑے۔ حویلی سے چلتے وقت میں نے بانیتا کو پلان بتا دیا اور جو ضروری مدد چاہیے تھی اس کا اظہار بھی کر دیا۔ سو دو گھنٹے کے اندر اندر سارا انتظام ہو گیا تھا۔ پکی سڑک آشرم کے بڑے سارے گیٹ پر ختم ہوئی جہاں سے دائیں اور بائیں سڑکیں نکلی تھیں۔ سفید رنگ کے گیٹ پر کوئی دروازہ نہیں تھا۔ اس کے اوپر ہندی میں بڑا سا ''اوم'' لکھا ہوا تھا۔ گیٹ کے باہر پارکنگ تھی' جس پر ایک بندہ موجود تھا۔ بانیتا نے گاڑی پارکنگ میں لگائی اور پھر اتر کر اندر کی طرف بڑھ گئے۔ وہ خاصی بڑی عمارت تھی' جس کے کئی حصے تھے۔ تھوڑا چلنے کے بعد ایک چھوٹا سا فوارا تھا' جس کے گرد سڑک گھومتی تھی اور وہیں سے چاروں طرف چھوٹی سڑکیں جاتی تھیں۔ ایک طرف یتیم خانہ تھا' ہاسٹل تھا لڑکیوں کا' چھوٹا سا ہسپتال تھا' رہائشی حصہ اور پھر دیارام کی اصل عمارت تھی۔

ہال نما کمرے میں کافی سارے لوگ موجود تھے۔ جن میں نوجوان لڑکیاں سیوا کے لیے پھر رہی تھیں۔ دراصل وہ وہاں کی سیکیورٹی گارڈ تھیں۔ دروازے کے ساتھ ہی ایک کاؤنٹر تھا جس پر دیارام سے ملنے کی وجہ لکھوائی جاتی تھی اور نمبر الاٹ ہوتا تھا۔ طریقہ یہی تھا کہ لوگ یہاں سے آڈیٹوریم میں جاتے' جہاں دیارام کا لیکچر ہوتا تھا اس دوران جن لوگوں کو ملنے کی اجازت ہوتی' انہیں چٹ دے دی جاتی' وہ وہاں رک جاتے' اور اپنی باری پر دیارام سے ملتے۔ آشرم میں صرف ایک جگہ پر سیکیورٹی گارڈ چیک کرتے تھے۔ وہ بھی اس ہال کے باہر' باقی ہر جگہ سی سی کیمرے لگے ہوئے تھے۔ آشرم میں ہونے والی ذرا سی ہلچل بھی کہیں نہ کہیں مانیٹر ہو رہی تھی۔ ہم نے سارا جائزہ لے لیا تو بانیتا اطمینان سے بولی۔

''کیا خیال ہے' آپریشن ہو جائے گا؟''

''کیوں نہیں ہوگا' بس تمہارا رابطہ باہر سے ہونا چاہیے' نکلنے کا راستہ ہموار ہو۔'' میں نے تیزی سے کہا تو وہ میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

''اس کی فکر نہ کرو' وہ ہو جائے گا' سب تیار ہے۔''

''تو بس' میرے باہر آنے کا انتظار کرنا' نہ آ سکا تو خاموشی سے واپس چلے جانا۔'' میں نے کہا تو وہ ایک دم سے فکرمند ہو گئی۔ پھر لرزتے ہوئے لہجے میں بولی۔

''تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو دلجیت' تم آؤ گے اور ضرور آؤ گے.....''

''زندگی اور موت کوئی بھی لکھوا کر نہیں لایا میری جان' میری موت اگر یہاں لکھی ہے تو کوئی نہیں ٹال سکتا' اور اگر نہیں لکھی تو کوئی مار نہیں سکتا۔ میں اگر مر گیا تو خود کو مصیبت میں مت ڈالنا۔'' میں نے آہستگی سے کہا اور ارد گرد لوگوں کو تکنے لگا۔

''اگر چٹ تمہارے نام نہ نکلی تو پھر میں' یا اگر دونوں کے نام نہ نکلی تو.....''

''تو اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' میں سنبھال لوں گا' بس تم باہر کا خیال رکھنا۔'' لفظ میرے منہ ہی میں تھے کہ آڈیٹوریم میں جانے کا اعلان ہونے لگا۔ ملحقہ آڈیٹوریم میں سکون سے بیٹھنے کے بعد ماحول کا جائزہ لیا۔ کافی سارے لوگ تھے۔ سامنے اسٹیج پر بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ریکارڈنگ کے لیے جدید آلات کا استعمال تھا' کچھ دیر بعد دیارام چند لڑکیوں اور لڑکوں کے جلو میں اسٹیج پر نمودار ہوا۔ اس نے سفید رنگ کی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دو چادریں اوڑھی ہوئی تھیں' ایک دھوتی کی صورت میں اور دوسری کاندھوں پر پھیلائی ہوئی تھی۔ سفید بالوں میں آدھے سے زیادہ چہرہ چھپا ہوا تھا' وہ دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے چند لمحے کھڑا رہا' پھر بیٹھ کر بھاشن دینے لگا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ بھاشن ختم ہو گیا۔ دیارام اٹھ کر اندر چلا گیا۔ ہم دونوں کو ملاقات کی پرچیاں مل گئیں۔ ہمیں آدھے گھنٹے سے زیادہ انتظار کرنا پڑا' میری باری آئی تو دروازے پر موجود سیکیورٹی گارڈ نے مجھے ڈی ڈیکٹر لگا کر چیک کیا اور پھر میں اندر چلا گیا۔ وہ سامنے ایک گدے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے آس پاس سفید' سبز اور نارنجی پھولوں کے گلدستے پڑے ہوئے تھے ۔ اندر کا ماحول خنک تھا' خوشگوار مہک تھی اور روشنی کافی حد تک دھیمی تھی۔ میں اس کے سامنے جا کر بیٹھا تو اس نے میرے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا سمسیا ہے بالک.....؟''

''دیارام جی' کیا آپ نے راجیو گاندھی کے قتل کے بارے میں سنا ہے وہ کیسے ہوا تھا؟'' میرے یوں کہنے پر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ ایک دم سے اس کی آنکھوں میں قہر اتر آیا' لال بھبوکا چہرے کے ساتھ اس نے مجھے دیکھا اور پھر غصے میں لرزتی ہوئی آواز کے ساتھ بولا۔

''کیا مجاق کرتے ہو.....''

''میں مذاق نہیں کر رہا دیارام جی' شاید آپ کو نہیں معلوم' مگر میں بتا دیتا ہوں' اسے بم سے اڑایا گیا تھا۔ وہ ایسا بم تھا' جسے سیکیورٹی والے بھی نہیں پکڑ سکے تھے' اور نہ اس بم کو کوئی آ کر پکڑ سکا تھا' بالکل ایسے بم تھے وہ۔'' یہ کہتے ہوئے میں نے اپنی جیکٹ دونوں ہاتھوں سے کھول دی۔ اس نے اضطراری حالت میں دیکھا اور پھر خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ایک دم سے اس کا چہرہ پسینے میں بھیگ گیا۔ وہ خوف زدہ دکھائی دینے لگا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی کو مدد کے لیے بلائے۔ ''دیارام جی' اگر آپ نے ذرا سی بھی بے وقوفی کی نا' میں نے تو مر ہی جانا ہے' آپ بھی نہیں رہیں گے۔''

''کیا چاہت ہو تم.....؟'' اس نے خوف سے لرزتی آواز میں پوچھا۔

''میں آپ کو ساتھ لے کر جانے کے لیے یہاں آیا ہوں' صرف اتنے وقت کے لیے جب تک ہمارے ساتھ کی گئی بے ایمانی والا معاملہ صاف نہیں ہو جاتا۔''

''بے ایمانی والا معاملہ' میں سمجھا نہیں؟'' اس نے حیرت سے کہا۔

''آپ اسی وقت سمجھیں گے نا' جب ہم سمجھائیں گے' کیونکہ آپ نے اپنے بندوں کو یہ نہیں سمجھایا کہ ہمارے بے ایمانی والے کام میں ایمان داری پہلی شرط ہوتی ہے۔'' میں نے تیزی سے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ پکڑ لیے تو وہ لرز کر رہ گیا' پھر دھیمی آواز میں بولا۔

''تم اپنی سمسیا مجھے بتاؤ' میں یہیں اپائے کر دیتا ہوں۔''

''نہیں دیارام جی' آپ کو میرے ساتھ تو جانا ہوگا' ورنہ بات نہیں بنے گی۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ آپ کو کچھ نہیں ہوگا' کیونکہ آپ اس میں قصوروار نہیں ہیں۔''

''تو پھر قصوروار کون ہے؟'' اس نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہمارے پاس وقت کم ہے دیارام جی' ان بموں کا ریموٹ کنٹرول باہر بھی ہے' مجھے زیادہ وقت ہوگیا تو یہ.....'' میں نے اپنی آواز کو سرد بناتے ہوئے کہا تو وہ پھر سے لرز گیا۔اس دوران میں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو مزید مضبوطی سے پکڑ لیا۔

''ٹھیک ہے' میں چلتا ہوں۔'' اس نے کہا تو میں نے اسے سہارا دے کر اٹھالیا' وہ ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ اپنی گردن پر رکھا اور اپنا ہاتھ اس کی بغل میں دے کر چل پڑا' دروازے پر سیکیورٹی والے حیران تھے کہ دیارام کو کیا ہوگیا ہے۔انہوں نے آگے بڑھنا چاہا تو اس نے دور ہی سے منع کر دیا۔ وہ آہستہ آہستہ میرے ساتھ چلتا چلا گیا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ خلاف معمول کارروائی سے وہاں ہلچل نہ مچے۔ آشرم میں ایک دم سے تیزی آگئی۔ بانیتا نے مجھے دیکھ لیا تھا' اور وہ فون کے علاوہ اشاروں سے اپنے بندوں کو ہدایات دے رہی تھی۔ ہم کمرے سے نکل کر ہال میں آئے اور وہاں سے برآمدے میں' تب تک ایک فور وہیل جیپ ہمارے سامنے آکر رک گئی۔ دروازہ کھلا اور میں دیارام کے ساتھ اس میں بیٹھ گیا۔ اسٹیئرنگ پر بھاری مونچھوں والا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے بیٹھتے ہی اس نے گاڑی بڑھا دی۔ آشرم میں بہت سارے لوگ ہمارے پیچھے بھاگے تھے۔ جب تک ہم فوارے کے راؤنڈ اباؤٹ تک آئے' اس وقت تک کئی گاڑیاں ہمارے تعاقب میں چل پڑی تھیں۔ بلاشبہ ان میں کچھ ہمارے لوگ تھے اور کچھ آشرم والوں کے' جیسے ہی ہم گیٹ سے نکل کر مین روڈ پر آئے تو بانیتا نے فون پر کسی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اپنے لوگوں سے کہو گاڑیاں پیچھے لے جائیں۔''

اس کے چند منٹوں کے بعد کئی گاڑیاں پیچھے رہ گئیں۔ تین یا چار گاڑیاں تھیں جو ہمارے تعاقب میں بڑھتی ہی چلی آرہی تھیں۔ بانیتا نے سن روف کھولا اور گن باہر نکال کر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ اچانک ہی وہ گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے سڑک پر الٹ گئیں۔ کچھ ہی دیر بعد وہ کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ میں نے دیارام کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ امرتسر سے باہر ہی سے ہم ترن تارن روڈ پر نکل گئے۔

ہمارے سفر کا اختتام پھر اسی فارم ہاؤس پر ہوا' جہاں گزشتہ سے پیوستہ رات ہم رہے تھے۔ وہی جنگل کا ماحول' جھونپڑیاں' ایک چھوٹی سی ندی' درخت اور ہو کا عالم تھا۔ بانیتا اور میں دیارام کو لے کر ایک جھونپڑی میں آگئے۔ میں نے اپنی جیکٹ جیپ ہی میں چھوڑ دی تھی' اس لیے جب آنکھوں سے پٹی اتارنے پر اس نے مجھے بغیر جیکٹ دیکھا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

''ادھر بیٹھیں دیارام جی' ادھر۔'' میں نے گھاس پھونس پر ایک چادر بچھاتے ہوئے کہا' جو میں اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ وہ بیٹھ گیا تو میں نے اس کے حیرت زدہ سوالیہ چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں' آپ نے ہماری بات مانی' ہم آپ کو کوئی زحمت نہیں دیں گے۔''

''بات کیا ہے۔'' اس نے کافی حد تک اعتماد سے کہا تو میں بولا۔

''بات یہ ہے دیارام جی' آپ کے پرکاش اور دیپکا نے ہمارے ساتھ بے ایمانی کی' وہ بھی دو کروڑ کی' تیسرا کروڑ ابھی ہم نے دینا تھا۔''

''ایسا کیا کیا انہوں نے.....'' اس نے حیرت سے پوچھا۔

''میرے باس کی ان سے ڈیل ہوئی تھی کہ دس پنجابی لڑکیاں دوبئی پہنچانی ہیں۔ اس نے حامی بھر لی' ایک کروڑ اس نے لے لیا' دوسرا اس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے اس وقت لیا جب لڑکیاں امرتسر میں لے آیا اور ہمارے بندوں کے حوالے کرنے کو کہا۔ طے یہ تھا کہ وہ دو ہی پہنچائے گا۔ تیسرا کروڑ اسے وہاں ملے گا۔ اس پر نہ صرف وہ لڑکیاں واپس لے گئے بلکہ دو کروڑ بھی ہضم کر گئے۔''

''کیا وہ یہ کام بھی کرتے ہیں؟'' دیا رام جی نے حیرت سے پوچھا تو بانیتا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''ایسے نہ کرو سوامی جی' سب کچھ آپ کی آشیرواد سے ہوتا ہے' ہم نے اگر آپ سے اچھا سلوک کیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم ہمیں بے وقوف بناؤ' سیدھے رہو گے تو ہم بھی سیدھے رہیں گے۔''

یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی اور دیا رام سہم گیا۔ میں اس کے رویے پر خود حیران تھا' وہ اداکاری کر رہا تھا یا واقعتاً خوف زدہ تھا۔ ورنہ اس کے بارے میں یہی معلومات تھیں کہ وہ ہپناٹائز کا ماہر ہے' جوگ' سنیاس' اور یوگا تو وہ جانتا ہی تھا' میں نے کئی بار اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی تھیں' مگر مجھے تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ میں نے بھی اسے اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

''دیا رام جی' آپ تو ہپناٹائزم کے ماہر ہیں' ٹرانس میں لیں مجھے اور.....'' میں نے جان بوجھ کر اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ تب وہ چند لمحے میری طرف دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔

''اب نہیں ہوتا یار' شراب اور عورت نے یہ ساری صلاحیتیں چھین لی ہیں۔ میں نے تو اپنے اردگرد بڑا حصار بنایا تھا لیکن تم مجھے وہاں سے نکال لائے۔''

''سیدھے لائین پر آؤ دیا رام.....'' بانیتا نے تلخی سے کہا تو وہ نرم لہجے میں بولا۔

''کیا چاہت ہو اب تم؟''

''ظاہر ہے' دو کروڑ واپس اور جرمانے میں وہی دس لڑکیاں' اور بس'' میں نے سکون سے کہا۔

''اسے وقت بھی بتا دو' صرف دو گھنٹے کے اندر اندر.....'' بانیتا تیز لہجے میں بولی پھر اپنا فون نکال کر اس پر نمبر ملائے اور صرف اتنا کہا۔

''پرکاش یا دیپکا سے بات کراؤ' دھیان رکھنا' وہ ہمارا فون نہ ٹریس کر لیں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ اصل میں یہ صرف دیا رام کو بتایا گیا تھا' ورنہ یہ طے تھا کہ پرکاش کو فون لندن سے آنا تھا' جس کے کانفرس پر بانیتا نے بات کرنا تھی۔ اس طرح پکڑے جانے کا امکان نہیں تھا۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ بانیتا کا فون بج اٹھا۔ اس نے آواز سنی اور فون مجھے دے دیا۔

''پرکاش بات کر رہا ہوں، کون ہو تم.....؟''

''کیا تم دیا رام جی سے بات کرنا چاہو گے؟'' میں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا اور اسپیکر آن کر دیا۔

''اوہ، تو کیا یہ تم ہو۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو میں''

''کتے کی طرح بھونکنا بند کرو اور صرف میری سنو۔'' میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا اور فون دیا رام کی جانب بڑھا کر اسے اشارہ کیا۔ تبھی وہ بولا۔

''پرکاش! یہ میں کیا سن رہا ہوں' تم نے باہر ہی باہر سے ان کے دو کروڑ کھا لیے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ایسا کچھ نہیں ہے باپو! میری کوئی ڈیل نہیں ہوئی کسی سے' یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں؟''

''تمہیں کیسے پتہ کہ یہ کسی ڈیل کے دو کروڑ تھے؟'' دیارام نے اچانک کہا۔

''باپو آخر کسی ڈیل ہی کے دو کروڑ ملنے تھے' کوئی مفت میں تھوڑی دینے لگا ہے' بس تم مجھے یہ بتاؤ' انہوں نے کوئی بدتمیزی تو نہیں کی' میں پورے امرتسر میں آگ لگادوں گا اگر.....''

''میں نے کہا تا کتے کی طرح مت بھونک۔'' میں نے سرد لہجے میں کہا تو وہ ایک دم سے خاموش ہوگیا۔ دیارام نے کہا۔

''انہوں نے مجھے بڑے احترام سے رکھا ہے۔ اب تم سنوان کے دو کروڑ روپے اور دس لڑکیاں' پنجابی والی' وہ ان کے حوالے کرو' صرف دو گھنٹوں میں۔''

''باپو یہ آپ کیا کہہ رہے ہو۔ میں لڑکیاں کہاں سے لاؤں؟'' اس نے کہا تو میں بولا۔

''سن پرکاش! دیارام جی سے اگر تم دوبارہ ملنا چاہتے ہو تو جیسا ہم کہتے ہیں' ویسا کرو' صرف دو گھنٹے۔'' میرے یوں کہنے پر وہ چند لمحے خاموش رہا پھر ہنستے ہوئے بولا۔

''تو پھر تم مار ہی دو اس بڈھے کو' اب یہ ہمارے کام کا نہیں رہا' کیا کرنی ہے دولت اس نے' میرے خیال میں اب تمہیں اسے مار ہی دینا چاہیے۔ اچھا ہوا' تم لوگ اسے لے گئے ہو۔ اب دوبارہ مجھے فون نہیں کرنا' کچھ نہیں ملنے والا یہاں سے۔''

''پرکاش! یہ تم کہہ رہے ہو' میرے بارے میں۔'' دیارام نے چونکتے ہوئے اس طرح حیرت سے کہا جیسے اسے بہت دکھ ہوا ہو۔

''ہاں' ہاں تمہارے بارے میں کہہ رہا ہوں بڈھے' میرے خیال میں تو نے بہت عیاشیاں کر لی ہیں۔ اب تمہیں مرجانا چاہیے' بھگوان تمہیں سورگ دے۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

''لو جی دیارام جی' آپ کا تو انتم سنسکار کر دیا اس نے' اب بولو' ہم کیا کریں۔'' میں نے طنزیہ انداز میں کہا تو وہ بولا۔

''دھیرج رکھو اور مجھے وچار کرنے دو۔'' دیارام نے کہا تو بانیتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں نے وچار کر لیا ہے' اب یہ دونوں ڈرامہ کریں گے لیکن انہیں یہ نہیں معلوم کہ وہ آشرم جوان کی سلطنت بنا ہوا تھا' اس میں پولیس اور خفیہ کے لوگ بھی جا سکتے ہیں' ہاسٹل میں موجود لڑکیاں' جن کی تازہ کھیپ ''مالیر کوٹلہ'' سے آئی ہے' وہ ابھی تک وہیں موجود ہے' دو گھنٹوں میں سے پانچ منٹ گزر چکے ہیں مہاراج۔''

''دیپکا کو فون ہو سکتا ہے؟'' دیارام نے پوچھا' اس بار اس کے لہجے میں گہری سنجیدگی تھی۔

''وہ بھی ڈرامہ کرے گی' میں جانتی ہوں۔''

''تم بات تو کراؤ۔'' اس نے بضد ہو کر کہا تو بانیتا نے نمبر ملائے پھر کچھ دیر بعد کال آ گئی۔

''باپو! تم ٹھیک تو ہو نا۔'' دیپکا کی آواز ابھری۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ پرکاش کیا پاگل پن کر رہا ہے' میرے مرنے کے بارے میں۔''

''تو ٹھیک ہی کہا ہے نہ بابو' اب تم نے کتنا جینا ہے۔'' اس نے ہنستے ہوئے کہا تو بانیتا نے غصے میں کہا۔

''ارے بندریا' زیادہ ڈرامے نہ کر ایک گھنٹہ چالیس منٹ ہیں تم لوگوں کے پاس' اس کے بعد اسی بڈھے کی ویڈیو چینل کو دے دوں گی' جس میں یہ تم دونوں کے بارے میں وہ ساری بکواس کرے گا' جو ہم اسے کرنے کے لیے کہیں گے' مرکزی خیال یہی ہوگا کہ تم لوگوں کے جرائم سے تنگ آ کر اس نے روپوشی اختیار کی' ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ ''دلجیت! اب زیادہ وقت نہیں دینا ان لوگوں کو' بیان ریکارڈ کرو اس کا اور ہر چینل کو بھیج دو۔''

اس کے یوں کہنے پر دیارام نے سر یوں جھکا لیا جیسے وہ ہار گیا ہو۔ پھر جب وہ بولا تو اس کا لہجہ بھی اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

''تم لوگ اسے ڈرامہ مت سمجھو' میں اتنی آسانی سے تم لوگوں کے ساتھ آ ہی اس لیے گیا ہوں کہ ان دونوں کو سامنے لا سکوں' تم لوگوں نے جو کچھ بھی کرنا ہے' جو بھی مجھ سے کہلوانا ہے' وہ میں کہنے کو تیار ہوں۔ اب ان لوگوں سے مجھے اپنا آشرم شدھ چاہیے۔''

''وہ تو ہم نے کرنا ہی ہے دیارام جی' اب آرام کرو' تھوڑی دیر بعد تمہیں تکلیف دیتے ہیں۔'' بانیتا نے کہا اور اپنا سیل فون لے کر باہر نکل گئی۔ جاتے جاتے وہ مجھے بھی باہر آنے کا اشارہ کر گئی۔ میں نے چند لمحے یونہی انتظار کیا اور اس کے پیچھے جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہوئے سرگوشی میں بولی۔

''کیا خیال ہے' ڈرامہ ہے یا حقیقت۔ کیا وہ لوگ اس دیارام سے جان چھڑانا چاہتے ہیں؟''

''کچھ بھی ہے' مقصد تو پرکاش اور دیپکا کو ختم کرنا ہے' تو وہ ہو جاتے ہیں۔'' میں نے تحمل سے کہا۔

''وہ کیسے؟'' بانیتا پریشانی میں بولی۔

''دیکھو' اپنے کسی بندے سے کہو' کہ وہ پولیس افسران اور مختلف چینل میں دیارام کی روپوشی کی اطلاع دے دیں' آشرم میں ہلچل تو پہلے ہی مچی ہوئی ہوگی' وہ کسی کو نکلنے نہیں دیں گے' وہ دونوں باہر ہی ہوں گے' ان میں شک کا زہر تو آ گیا۔ دیارام انہیں کیسے واپس آشرم میں آنے دے گا۔ پھر ہم انہیں تلاش کر لیں گے۔'' میں نے کہا تو وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

''نہیں' وہ تو ہاتھ نہ آئے' اپنے' انہیں' ان کے بلوں سے نکالنا ہے۔''

''پھر اسی باپ سے ان کے ٹھکانے پوچھ' نکال لیتے ہیں انہیں۔'' میں نے کہا تو وہ بولی۔

''چلو' ابھی کچھ دیر انتظار کرو۔''

اس نے کہا اور جیپ سے تھیلا اٹھا کر لائی تھی' اس میں سے تین پیک سوڈا نکالا' ایک مجھے دیا' ایک خود لے کر تیسرا نکال کر جھونپڑی میں چل دی۔ دیارام ایک طرف ٹکٹکی لگائے سوچ رہا تھا' ہماری آہٹ پا کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''دیارام..... یار کیا کھویا' کیا پایا تم نے یار'' میں نے اس کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سب کھو دیا میں نے' سب' اس وقت میرے کچھ بھی کام نہیں آ رہا ہے' لیکن ایک کوشش اب بھی کی جا سکتی ہے۔''

''وہ کیا؟'' بانیتا نے پوچھا۔

''اگر ایک بندے کو فون ہو جائے تو وہ ان دونوں کو منٹوں میں قابو کر سکتا ہے' اسے ان دونوں کے بارے میں سب علم ہے۔'' دیارام نے کافی حد تک اعتماد سے کہا۔

''کون ہے وہ' اس کا نمبر بتاؤ۔'' بانیتا نے تیزی سے پوچھا۔

''ایک نمبر ہی تو میرے پاس نہیں ہے' اگر تم کسی طرح آشرم کے مہلا ہاسٹل کا نمبر لے لو تو بات بن سکتی ہے۔'' دیارام نے کہا۔

''وہ ہے نمبر میرے پاس۔''

''تو پھر ملاؤ' میں بات کروں گا۔'' اس نے کہا تو بانیتا نے نمبر ملانے کی بجائے لندن ہی ملایا۔ میرے ذہن میں تھا کہ ممکن ہے وہ کسی بے شعوری میں غلطی کر جائے' ایسا نہیں ہوا' کچھ دیر بعد مہلا ہاسٹل میں رابطہ ہو گیا' تو ایک عورت نے گھبرائے ہوئے پوچھا۔

''باپو' آپ کہاں ہے' آپ ٹھیک تو ہیں۔''

''میں ٹھیک ہوں' میری بات غور سے سنو' کسی بھی مہلا کو ہاسٹل سے باہر نہیں جانے دینا' چاہے کچھ بھی ہو جائے' اور میری اک مدد کرو' مجھے اپارہ سنگھ باجوہ کا نمبر دو فوراً۔''

''ابھی دیتی ہوں پر باپو! آپ کہاں ہیں اور کس کے ساتھ ہیں؟ ہم نے تو یہی سنا ہے کہ آپ کو اغواء کیا گیا ہے۔'' اس عورت نے الجھتے ہوئے کہا۔

''نہیں' میں اغواء نہیں ہوا۔ پرکاش' اور دیپکا سے چھپا ہوں' وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ تم یہ بات خود بھی اپارہ سنگھ باجوہ کو بتا دو۔''

''لکھو باپو نمبر'' اس عورت نے کہا اور نمبر لکھوا دیا' اس کے ساتھ ہی بانیتا نے نمبر بند کر دیا' کچھ دیر بعد اپارہ سنگھ باجوہ کا نمبر مل گیا' کچھ دیر تمہیدی باتوں کے بعد دیارام نے کہا۔

''وہ دونوں مجھے چاہئیں' ورنہ میرا قتل ہو جائے گا۔''

''آپ فکر نہ کرو' آپ آدھے گھنٹے بعد رابطہ کرنا۔'' اس کے بعد فون خاموش ہو گئے۔

عجیب کھچڑی سی پک گئی تھی۔ ہم نے سوچا کچھ اور تھا' لیکن اندر سے معاملہ ہی کچھ اور نکلا تھا۔ ہم دونوں کھلی فضا میں آ کر بیٹھ گئے اور اس معاملے کے مختلف پہلوؤں پر بات کرتے رہے۔ بانیتا نے ساری صورت حال حویلی بتا دی۔

ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد ہم جھونپڑی میں گئے۔ دیارام بہت افسردہ بیٹھا ہوا تھا۔ بانیتا نے باجوہ کو فون ملایا۔ تب دوسری طرف سے پرجوش انداز میں کہا گیا۔

''دیارام جی! وہ دونوں میرے پاس ہیں' کیا حکم ہے ان دونوں کے لیے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مجھے یقین تھا کہ ایک تمہی ہو جو انہیں قابو کر سکتے ہو۔ ورنہ ان حالات میں وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرنے والے۔'' دیارام نے نفرت سے کہا۔

''نہیں' میں ابھی ان کی تلاش کرنے والا تھا' کہ انہوں نے خود رابطہ کر لیا ہے۔ اصل میں آپ کو صورت حال کا نہیں اندازہ' آشرم کو پولیس نے اپنے گھیرے میں لے لیا ہے اور تلاشی لینے کے لیے بات چیت کر رہے ہیں۔ اسی خوف سے یہ دونوں میرے پاس آ گئے ہیں۔''

''انہیں قابو میں رکھو' میں کچھ بندے بھجواتا ہوں' انہیں ان کے حوالے کر دینا۔ اس کے بعد ہی میں آشرم میں آ کر سب سنبھال لیتا ہوں۔'' دیارام نے تیزی سے کہا' پھر کچھ کوڈ ورڈ طے ہوئے' اور فون بند ہو گیا۔

بانیتا ایک دم ہی سے پر جوش ہو گئی تھی۔ دیارام نے باجوہ کا پورا اتہ پتہ بتایا' اس کے بعد بانیتا نے اپنے چند بندوں کو اس کام پر لگا دیا۔ وہ بڑے صبر آزما لمحات تھے۔ یا تو بانیتا کے بھیجے ہوئے بندے غائب ہو جانے تھے یا پھر اتنی محنت کرنے کے بعد کامیابی مل جانے والی تھی۔ میں اس کی اضطراری کیفیت دیکھ رہا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد اس کا فون بج اٹھا۔ اس کے لوگ تھے' اپارہ سنگھ ان سے تصدیق چاہ رہا تھا' فوراً ہی دیارام کی بات کروا دی گئی' کچھ ہی دیر بعد پرکاش اور دیپکا کو ان بندوں کے حوالے کر دیا گیا لیکن اپارہ سنگھ باجوہ نے یہ شرط رکھی تھی کہ ان دونوں کو کچھ نہیں کہا جائے گا' اور دیارام انہیں معاف کر دے گا' بانیتا کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ اس نے دیارام کو لیا اور جھونپڑی سے باہر آ گئی۔ ڈرائیور گاڑی لے آیا تھا۔ دیارام کی آنکھوں پر ویسے ہی پٹی باندھ دی گئی اور ہم وہاں سے نکل پڑے۔ ترن تارن سے امرتسر روڈ پر آئے تو ہم نے جیپ چھوڑ دی۔ ڈرائیور دیارام کو لے کر چلا گیا۔ ایک دوسری کار ہمارے انتظار میں تھی۔ ہم اس پر نکل پڑے۔ ہمارے سفر کا اختتام شہر سے باہر ایک فیکٹری میں ہوا۔ یہ رتن دیپ سنگھ ہی کی فیکٹری تھی اور یہاں کچھ فوڈ پراڈکٹ تیار ہوتے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد ہم فیکٹری کی پچھلی جانب ایک بڑے سارے سٹور میں جا رکے۔ اس وقت اندھیرا پھیل چکا تھا اور روشنیاں جگمگا اٹھی تھیں۔

سٹور کے ایک کونے میں بڑی میز کے اردگرد کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ دو کرسیوں پر وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ بانیتا اور میں ان کے سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ تب پرکاش نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

''میرا نہیں خیال کہ ہمارے درمیان کوئی دشمنی ہے' میں نے کوئی ایسی ڈیل نہیں کی جس میں......'' اس نے کہنا چاہا تو بانیتا نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''فضول باتیں مت کرو پرکاش' تم اچھی طرح جانتے ہو کہ سکھ قوم کے خلاف کیا کچھ کرتے رہے ہو اور اب بھی کر رہے ہو۔ میں مانتی ہوں کہ تمہارے پیچھے ہندو تنظیمیں ہیں لیکن تم وہ (نازیبا گالی بکتے ہوئے) ہو جو اپنی ہی ہم وطن بہنوں کو غیروں کے ہاتھ فروخت کر رہے ہو' کیا سکھ عورتیں بھیڑ بکریاں ہیں یا مویشی؟'' آخری لفظ کہتے ہوئے اس کی آواز پھٹ گئی تھی۔

''میں ایسا کچھ سوچ کر نہیں......'' اس نے پھر کہنا چاہا تو بانیتا نے پوری قوت سے تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا۔

''بکواس کرتا ہے سالا'' یہ کہہ کر وہ دیپکا کو دیکھ کر بولی۔ ''اور یہ کتیا ابھی تو بھونکے گی۔'' تبھی اس کا فون بجا تو وہ سننے لگی پھر چند لمحوں بعد ہی اس نے کچھ فاصلے پر کھڑے ایک گارڈ سے کہا۔ ''اے! ٹی وی لا ادھر' جلدی۔'' یہ کہتے ہوئے وہ خاموش ہو گئی۔ کچھ ہی دیر بعد ایک ٹی وی لایا گیا' اس کا کنکشن لگایا تو کئی چینل آنے لگے۔ وہ ایک پر رک گئی جہاں دیارام پریس کو اپنا بیان دے رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ لوگن ..... میرے سیوک تھے' پرنتو معالم نئیں تھا کہ وہ آشرم میں' اندر ہی اندر ..... بھیانک کام میں ملوث تھے۔ مجھے معالم ہوا تو میں نے انہیں روکا۔ وہ میری جان کو آ گئے' مجھے مارنے کی دھمکیاں دینے لگے' انہوں نے مجھے یہاں یرغمال بنالیا تھا' پھر میں نے کچھ لوگوں سے مدد لی' اب وہ فرار ہو چکے ہیں۔ پولیس سے بنتی ہے کہ وہ انہیں جلد از جلد گرفتار کرلے' پنجاب کے مختلف علاقوں کی مہلائیں یہاں قید تھیں' وہ ابھی پولیس کی حوالے کی ہیں' ابھی ان کے جرم سامنے آ رہے ہیں۔''

''تم لوگوں کا کام تو کر دیا دیارام جی نے۔'' میں نے طنزیہ انداز میں کہا تو وہ دونوں حیرت سے ٹی وی کو دیکھنے لگے جیسے کچھ انہونی ہو گئی ہو پھر دیپکا غراتے ہوئے بولی۔

''یہ دیارام ..... اس نے ..... یہ خود بڑا مجرم ہے سالا اور ..... ہمیں مجرم کہہ رہا ہے۔''

''دیکھو' اگر تم لوگ زندہ رہنا چاہتے ہو' اپنا پورا نیٹ ورک تفصیل سے بتا دو ..... کون کون اس کے پیچھے ہے' یہ تم دونوں کو بتانا ہوگا ..... آرام سے بتا دو تو ٹھیک ورنہ۔'' بانیتا نے کہا تو پرکاش نے ایک دم غصے سے کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم لوگ ہمیں زندہ چھوڑنے والے نہیں' اور نہ ہی ہمیں پولیس کے حوالے کرو گے تو پھر دوسروں کو بتانے کا فائدہ ..... مار دو .....'' اس نے کہا ہی تھا کہ میں نے اسے کالر سے پکڑ کر اٹھایا اور پوری قوت سے گھونسہ اس کے منہ پر دے مارا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا اور میرے ساتھ گتھم گتھا ہو گیا۔ وہ بہترین فائٹر تھا اور میرے ساتھ زور آزمائی پر اتر آیا تھا۔ اس نے اپنا گھٹنا میرے پیٹ میں مارا' جس سے درد کی شدید لہر میرے اندر اتر گئی۔ اس وقت میں نے اسے ذرا سی ڈھیل دے دی کہ وہ کرنا کیا چاہتا ہے' چند لمحوں ہی میں اس نے وہ میرے پیچھے تھا' اس کا بازو میری گردن میں تھا' دوسرے ہاتھ سے اس نے میری کلائی پکڑی ہوئی تھی' بانیتا حیرت سے میری طرف دیکھ رہی تھی' تبھی پرکاش بولا۔

''ہلنا مت ..... ورنہ ایک جھٹکے سے تیری گردن ٹوٹ جائے گی۔''

اس لمحے دیپکا اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے میرے پیٹ میں گھونسہ مارتے ہوئے نفرت سے کہا۔

''نیٹ ورک کے بارے میں پوچھتا ہے' چل ..... ہمیں باہر لے کر چل .....'' پھر گھوم کر سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اپنی جگہ نہیں چھوڑنی ..... ورنہ یہ تو جان سے جائے گا۔''

میں حیران تھا کہ انہوں نے گرگٹ کی طرح کیسے رنگ بدلا ہے۔ میں نے چند لمحے مزید انہیں دیکھا' پھر مرنے کی اداکاری کرتے ہوئے اچانک اس کا ہاتھ اپنی گردن سے نکالا اور اس کی دونوں کلائیاں اپنے ہاتھ میں لے کر اس طرح جھٹک دیں کہ اس کے منہ سے اذیت ناک کراہ نکلی' پھر تیز چیخ کے ساتھ اس کے دونوں ہاتھ لٹک گئے۔ میں نے دونوں کھڑے ہاتھ اس کی گردن پر مارے تو وہ چکرا کر زمین پر گر گیا۔ تب میں نے دیپکا کی طرف دیکھا تو وہ ششدر تھی' میری طرف یوں دیکھ رہی تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو' میں اس کی طرف بڑھا تو بانیتا نے تیزی سے کہا۔

''نہیں دلجیت! اسے میں دیکھتی ہوں' تم سے ہوش میں لا کر مزید دھلائی کرو۔''

میں نے پرکاش کے پہلو میں ٹھوکر ماری۔ وہ ہوش میں آ گیا لیکن اسے سدھ بدھ نہیں تھی۔ میں نے قریب کھڑے سکھ سیکیورٹی گارڈ کی کرپان نکالی اور اس کی ران میں پیوست کر دی' پھر دوسری ران میں ماری وہ ذبح کئے ہوئے جانور کی طرح بلبلانے لگا' تبھی چناخ کی آواز کے ساتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ماحول گونج اٹھا' بانیتا نے دیپکا کو اپنے آگے رکھ لیا تھا' کچھ ہی دیر بعد وہ چیختے ہوئے کہنے لگی۔

''میں بتاتی..... ہوں..... بتاتی ہوں.....''

میں نے تب تک پرکاش کے دونوں ہاتھ کاٹ کر دیپکا کے سامنے پھینک دیئے' وہ خوف اور حیرت سے پیلی پڑ گئی۔

رات گئے تک ساری معلومات لے لینے کے بعد ان دونوں کو ایک شاہراہ پر پھینک دینے کے لیے بانیتا نے انہیں وہیں چھوڑ دیا۔ پرکاش تقریباً مر چکا تھا اور دیپکا کو مار دینے کا حکم دے دیا گیا تھا۔

وہاں سے نکل کر اس گھر میں گئے اور پھر تہہ خانے کی سرنگ کے ذریعے حویلی میں جا پہنچے۔ رات کے اس پہر رتن دیپ سنگھ ہمارے انتظار میں تھا۔ اس نے ہم دونوں کو اپنے گلے لگایا' دیر تک اپنے سے چمٹائے رکھا' پھر جب اس نے ہمیں الگ کیا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بہت ساری بیٹیوں کو بچا لیا ہے تم نے' کئی گھروں کی عزت' سکھی کی شان تو بیٹیوں سے ہے' میں احسان مند ہوں' تم دونوں کا' مانگ جمال کیا مانگتا ہے تو مجھ سے۔'' یہ کہہ کر اس نے ہم دونوں کو خود سے الگ کر دیا' اور میرے چہرے پر دیکھنے لگا تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کا پیار۔''

میرے یوں کہنے پر اس نے مجھے دوبارہ اپنے سینے سے لگا لیا' پھر روتے ہوئے بولا۔

''تو مجرم نہیں ہے..... نہ ہی ہو سکتا ہے..... تیرا اندر پاک صاف ہے پتر..... میں تیرا احسان نہیں دے سکتا۔ پوری سکھ قوم نہیں دے سکتی۔''

وہ بے حد جذباتی ہو رہا تھا۔

کچھ دیر تک وہ اسی حوالے سے بات کرتا رہا' پھر ہمیں آرام کرنے کا کہہ کر وہ اندر کی جانب چلا گیا۔

میں فریش ہو کر بیڈ پر پھیل کر لیٹا ہوا تھا۔ مجھ پر اچھی خاصی تھکن سوار تھی' ایسے میں بانیتا شارٹس پہنے اور ہاتھوں میں ٹرے اٹھائے نمودار ہوئی۔ اس نے ٹرے میرے سامنے رکھا اور بولی۔

''دلجیت جی کچھ کھا پی لو' یہ چکن تکہ ہے' اور سوڈا..... کھا لو اور پھر سوتے ہیں۔''

میں کھانے لگا' اس وقت آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی۔ جب میں لیٹا' مجھے معلوم تھا کہ بانیتا کو نیند نہیں آتی' وہ یونہی بیٹھی رہے گی' اس لیے میں پھیل کر سو گیا۔

وہ صبح کا وقت تھا جب اچانک ہی میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے خواب میں اپنی ماں کو دیکھا تھا۔ وہ اپنے اسی پرانے مکان کے صحن میں جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہی مکان جسے شاہ زیب کے کارندوں نے جلا دیا تھا لیکن اس وقت خواب میں وہ جلا ہوا نہیں تھا۔ میں حسب معمول کمرے سے باہر آیا تو ماں نے میری طرف دیکھا۔ وہ ہمیشہ نگاہ بھر کے دیکھا کرتی تھیں اور پھر سے اپنے وظیفے میں مشغول ہو جایا کرتی تھیں' لیکن خواب میں انہوں نے تسبیح روک دی' پھر میری طرف نگاہ بھر کے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کہاں تھا تو۔ مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہا تھا تو؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اماں میں یہیں کمرے میں سویا ہوا تھا۔'' میں نے حیرت سے کہا۔

''لیکن میری نگاہوں سے تو اوجھل تھا' چل ادھر آ بیٹھ تیرے لیے میں ناشتہ بناتی ہوں۔'' انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا تو میں بولا۔

''ٹھیک ہے اماں' تو ناشتہ بنا' میں ڈیرے سے ہو کر آیا۔''

''نہیں' تو پھر غائب ہو جائے گا۔ ناشتہ کر لے' پھر چلے جانا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ کچن کی طرف چل دیں اور میں چارپائی کی جانب بڑھا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ میں ایک دم سے اداس ہو گیا۔ مجھے اماں شدت سے یاد آنے لگی تھیں۔

☆ ☆ ☆

اس صبح رتن دیپ سنگھ نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا۔ اتنے دن میں ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ مجھے رات کا جذباتی پن یاد آنے لگا تھا۔ شاید اس حوالے سے بات کرنے کے لیے اس نے مجھے بلایا تھا۔ میں ملازمہ کے ساتھ مختلف راہداریاں پار کرتا ہوا اس کے کمرے میں جا پہنچا تو وہ ایک بڑے سارے کمرے میں قالین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے تکیے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ دو نوجوان' ایک ادھیڑ عمر خاتون اور بانیتا بیٹھی ہوئی تھیں۔

''آؤ جمال! بیٹھ۔'' رتن دیپ نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ میں نے ایک جانب خالی جگہ دیکھی اور بیٹھ گیا۔ تبھی اس نے کہا۔ ''یہ میرا پریوار ہے۔ یہ میری پتنی ہے۔'' اس نے ادھیڑ عمر عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ نوجوان میرا بیٹا گروپال سنگھ اور چھوٹا گرومیت سنگھ! دونوں بزنس کرتے ہیں۔ اور یہ بیٹی بانیتا! سگی بیٹی۔''

''اوہ.....!'' میرے منہ سے نکلا تو دونوں بیٹے ہنس دیئے' پھر گرومیت بولا۔

''اس کے بارے میں ایسے ہی حیرت ہوتی ہے' جو کام لڑکوں کو کرنا چاہیے وہ یہ کرتی ہے باپو کے لیے۔''

''خیر' باتیں تو ہوتی رہیں گی' ناشتہ لگواؤ۔''

''وہ تو لگ گیا ہے جی' آپ چلیں ڈائننگ ٹیبل پر۔'' رتن دیپ کی بیوی نے کہا تو ہم سب اٹھ کر ٹیبل پر آ گئے۔ بانیتا کے بارے میں میری حیرت کم نہیں ہوئی تھی۔ ناشتے کے دوران رتن دیپ نے کہا۔

''جمال! تم جتنے دن بھی یہاں رہے ہو' میرا دل جیت لیا ہے تم نے' میں چاہوں گا کہ تم دوبارہ بھی یہاں آؤ' مجھے خوشی ہو گی۔''

''مطلب؟ میں کہیں جا رہا ہوں۔'' میں نے چونک کر پوچھتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

''ہاں، پاکستان۔ تم آج پاکستان جا رہے ہو' تم دلجیت سنگھ کے نام ہی سے پاکستان جاؤ گے۔ سب کاغذ تیار ہیں۔ ٹکٹ بھی' ہمارے گیانی کے ساتھ ایک جتھہ جا رہا ہے' بہت سارے پریوار ہیں ان کے ساتھ' تم بھی ایک پریوار کا حصہ بن کر جاؤ گے۔ اگرچہ پوری کوشش کی ہے کہ تم پہچانے نہ جاؤ' لیکن تمہاری تلاش ''را'' کر رہی ہے۔ رب سے بنتی ہے کہ تم خیریت سے پہنچ جاؤ۔'' آخری لفظ کہتے ہوئے رتن دیپ کے لہجے میں یاس اتر آئی۔ آواز بھرا گئی۔ ماحول بوجھل ہو گیا۔ اس کے بعد ہمارے درمیان کوئی بات نہ ہوئی' جبکہ میرے من میں عجیب سی اتھل پتھل ہونے لگی۔

دس بجے کے بعد میں حویلی سے رخصت ہوا۔ سب نے ڈرائنگ روم سے مجھے رخصت کیا' جبکہ بانیتا میرے ساتھ سرنگ میں چلتی چلی گئی۔ جس وقت ہم سرنگ سے نکل کر کمرے میں آئے جو اسٹور ٹائپ تھا' اس نے میرے سینے پر اپنی ہتھیلی رکھی اور زور سے دباتے ہوئے مجھے دیوار

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے ساتھ لگا دیا۔ پھر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

''دلجیت! تم نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہو' ورنہ میرے قرب کے لیے کتنا خون بہا ہے، یہ میں ہی جانتی ہوں۔ میں قلوپطرہ نہیں لیکن میں نے لوگوں کو اپنے لیے لڑتے دیکھا ہے۔ نجانے کتنے لوگ اب بھی میری چاہت کے طلب گار ہیں۔ میں تمہارے اتنے قریب رہی' مگر تم نے اپنی نیت خراب نہیں کی۔ اسے میں اپنی ہتک خیال کر سکتی ہوں کہ تم نے مجھے اس قابل نہیں سمجھا' یہ میرے عورت پن کی تذلیل بھی ہو سکتی ہے لیکن جی نہیں چاہتا کہ تمہارے رویے کو منفی خیال کروں' پوچھ سکتی ہوں ایسا کیوں ہے؟''

''میں بتا بھی دوں تو تجھے سمجھ نہیں آئے گی۔'' میں نے پرسکون لہجے میں کہا تو وہ میری جانب دیکھتی رہی پھر بولی۔

''لیکن میں اتنا جانتی ہوں کہ تو نے میرا دل جیت لیا ہے' تم فاتح کی حیثیت سے اپنے دیس جا رہے ہو۔ یاد رکھنا' میں تمہارا انتظار کروں گی۔''

''مگر میں کوئی وعدہ نہیں کرتا۔'' میں نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا اور نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے سینے سے ہٹانا چاہا' وہ بے حد جذباتی ہو گئی تھی' اپنا چہرہ میرے قریب لے آئی' اتنا قریب کہ اس کی سانسیں میں اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگا۔ اس کے تھرتھراتے ہوئے ہونٹ میری آنکھوں کے سامنے تھے۔ شاید وہ ان کی گرمی کا لمس میرے ہونٹوں میں اتار دینا چاہتی تھی۔ میں ساکت رہا' وہ چند لمحے مجھ پر جھکی رہی' پھر اپنے ہونٹوں کی گرماہٹ سمیٹ کر تشنہ لبی سے ہی میرے سامنے سے ہٹ گئی۔

''گڈ بائے دلجیت!'' یہ کہتے ہوئے وہ پلٹی اور سرنگ میں واپس چلی گئی۔ میں چند لمحے یونہی کھڑا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر اس کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس گھر میں مجھے کسی نے نہیں روکا جیسے ہی میں مین دروازے سے باہر آیا' ایک نیلی پگڑی والا نوجوان بائیک لیے کھڑا تھا۔ میں اسے پہلے بھی حویلی میں دیکھ چکا تھا' اس نے مجھے بیٹھنے کا خفیف سا اشارہ کیا' میں اس کے پیچھے بیٹھا تو وہ چل دیا۔ پورے راستے میں وہ ایک لفظ بھی نہیں بولا' بلکہ گلیوں اور بازاروں میں سے گھومتا ہوا ایک پوش گھر کے سامنے آن رکا۔ بائیک بند کر کے وہ مجھے اپنے ساتھ اندر لے گیا۔ ڈرائنگ روم میں پانچ افراد موجود تھے۔ دو بوڑھے میاں بیوی' دو جوان' جن میں سے ایک شادی شدہ تھا' اس کی بیوی'

''آپ ان سے اچھی طرح تعارف کر لیں۔ آپ ان کے بیٹے ہو' چھوٹے''

نیلی پگڑی والے نے کہا تو میں نے فتح بلائی اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ وہ نوجوان چلا گیا اور ہم باتیں کرنے لگے۔ بابا سنگھ بہت جی دار قسم کا بندہ تھا' جبکہ بی بی اس سے کہیں بہادر۔ ضرورت مجھے ان کی فقط یہی تھی کہ اگر کوئی مسئلہ بن جائے اور مجھے اپنا خاندان ظاہر کرنا پڑے تو میں کر دوں۔ ورنہ واپسی پر ان سے پوچھ تاچھ ہوتی ہے یا نہیں' میں یہ نہیں جانتا تھا۔

بارہ بجے کے قریب ہم اٹاری اسٹیشن پہنچ گئے۔ ٹرین وہیں سے نکلنی تھی اور کاغذات کی جانچ پڑتال وہیں پر ہونی تھی۔ جتھے داروں کی بس آئی تھی اور ہمیں لے کر اسٹیشن پہنچی تھی۔

اٹاری اسٹیشن پر لوہے کا طویل جنگلا تھا۔ مسافروں کے کاغذات کے لیے کافی کیبن بنے ہوئے تھے۔ جن میں لوگ قطار بنا کر اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسے پان کھانے والے کو دور ہی سے پنواڑی کی دکان کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے' بالکل ایسے ہی سیکورٹی کے لوگوں کے بارے میں مجھے معلوم ہونے لگا۔ بے تحاشا سیکورٹی تھی' نجانے کس کس ادارے کے لوگ وہاں پر ہوں گے۔ ایک کیبن کی لائن میں ہم لگ گئے۔ یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بہت صبر آزما اور رسک والا مرحلہ تھا۔ اگر میرے کاغذات پر شک بھی ہو جاتا کہ وہ جعلی ہیں تو مجھے وہاں یوں دبوچ لیا جانا تھا جیسے بلی کسی چوہے کو اپنے پنجے میں لے لیتی ہے۔ یہ ایسا موقع تھا جب میں اپنے ساتھ کوئی ہتھیار نہیں رکھ پایا تھا۔

گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ میں قطار میں کھڑا رہا اور پھر وقفے وقفے سے آگے سرکتا رہا۔ بابا سنگھ بھائی سنگھ مجھ سے آگے تھے۔ بی بی کور اور بھابی کور ایک دوسرے کیبن کی قطار میں لگی کھڑی تھیں۔ ہمارے اردگرد صرف پولیس والے وردی میں تھے۔ باقی خفیہ والے سادہ لباس میں پھر رہے تھے۔ میں نے سنا تھا کہ وہ ٹرین کا ذرا ذرا سا حصہ بھی دیکھتے ہیں' ہر ڈبے میں کتوں کو پھراتے ہیں اور بڑی تسلی کے بعد کہیں ٹرین کی بوگیوں کی کلیئرنس دیتے ہیں۔ مجھ سے آگے چند لوگ ہی رہ گئے تھے۔ میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ اس وقت مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے گدھ کسی کے مرجانے کا انتظار کر رہے ہوں۔ خفیہ والے گدھوں کی طرح میرے اردگرد پھر رہے تھے۔ ہلکا سا شک مجھے جیل کی تاریک کوٹھڑی میں پھینک سکتا تھا۔ بابا سنگھ کے کاغذات جب کلیئر ہو گئے تو ایک دم میرے اندر سنسنی دوڑ گئی۔ بھائی سنگھ اپنے کاغذات دکھا رہا تھا۔ میرے ساتھ ان کا پورا خاندان بھی ڈوب سکتا تھا۔ یہ سوچ آتے ہی میں نے خود پر قابو پایا اور پھر نارمل ہوتا چلا گیا۔

بھائی سنگھ کے کاغذات او کے ہو گئے تو میں نے اپنے کاغذات اس کے سامنے رکھ دیئے۔ میرے سامنے سکھ نوجوان تھا۔ اس نے کاغذات کو دیکھا' انہیں پڑھا' پھر کچھ دیر تک دیکھتے رہنے کے بعد پہلا سوال یہی کیا کہ مجھ سے پہلے میرا باپ اور بھائی گیا ہے' میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کاغذات او کے کر دیئے۔ جس کسی نے بھی میرے بارے میں سوچا تھا' بہت خوب سوچا تھا' اس نے انسانی نفسیات کا فائدہ اٹھایا تھا۔ ایک ہی خاندان کے اگر دو بندوں کے کاغذات درست ہو سکتے ہیں تو تیسرے کے کیوں نہیں۔ میں اپنی دستاویزات سمیٹ کر قطار سے باہر نکل آیا۔ اس وقت میرے حلق سے اطمینان کی طویل سانس برآمد ہوئی تھی کہ مجھے اپنا سانس سینے ہی میں دبانا پڑا۔ میرے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی۔ مجھے یوں لگا جیسے بڑی خاموشی کے ساتھ مجھے گھیرا جانے والا ہو۔ اٹاری اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر بہت سارے لوگوں کا ایک جتھہ چلا آ رہا تھا۔ ان میں پولیس والے بھی تھے اور خفیہ والے بھی تیزی سے چلتے چلے آ رہے تھے۔ میری نگاہ ان بندوں پر ٹک گئی جو بالکل ان کے درمیان میں بڑھتے چلے آ رہے تھے یہ وہی تھے جو امرتسر جنکشن سے نکل آنے کے بعد میرے اور بانیتا کے تعاقب میں آئے تھے۔ ان میں سے ایک بندے کو میں نے بغل میں لے کر گردن کی ہڈی توڑ کے مار دیا تھا۔ یہ انہی کے ساتھی تھے۔ میں اگر انہیں اتنی دور سے پہچان سکتا تھا تو کیا وہ مجھے نہیں پہچان سکتے تھے؟ میرے دماغ میں اس وقت یہی تھا کہ میں یہاں سے فرار لے لوں' کیونکہ مجھے یہاں انہی میں سے کسی نے دیکھ لیا ہوگا' اور فورسز کو اطلاع کر دی ہوگی؟ وہ تو پہلے ہی کتوں کی طرح میری راہ پر تھے۔ وہ ایسا موقع قطعاً اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دے سکتے تھے۔ میں اگر سرحد پار چلا گیا تو یہ ان کی مات تھی۔ وہ تیزی سے بڑھتے چلے آ رہے تھے اور میں بابا سنگھ کو بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ افتاد پڑ گئی ہے۔

☆.....☆.....☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY